

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام

مرزا غلام احمد صاحب کی کتابوں کی روشنی میں

ابن سرور شاہ عالمی
ابوالشہید مظفر گڑھی
حافظ عبدالرحمٰن خان
خلیفہ مجاز سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مرکز سراجیہ گلی نمبر 4 اکرم پارک، غالب مارکیٹ گلبرگ III لاہور فون: 5877456

www.endofprophethood.com markazsirajia@hotmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

احمدی دوستو! آپ بخوبی جانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب اور آپ احباب اس بات پر بضد ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں لیکن آپ یہ بات جان کر حیران ہوں گے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے کل زندگی 69 سال 4 ماہ 25 دن پائی ہے اور 57 سال 4 ماہ 25 دن تک یہی کہتے رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور مرنے سے 12 سال پہلے 1896ء کو اپنا عقیدہ بدلا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ انہیں زندہ آسمانوں پر ماننا شرک العظیم ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ مرزا صاحب نے کتاب البریہ میں لکھا ہے کہ میری پیدائش 1839ء یا 1840ء میں ہوئی ہے (کتاب البریہ صفحہ 159 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 177) (ثبوت صفحہ 16 پر) اور وفات 26 مئی 1908ء میں ہوئی (ملفوظات جلد 10 صفحہ 459) (ثبوت صفحہ 17 پر)۔ حساب لگا لیں، 69 سال 4 ماہ 25 دن بنتے ہیں۔

آیت قرآنی اور تفسیر الہامی (اوّل)

مرزا صاحب براہین احمدیہ میں لکھا ہے۔ ''هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ'' یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔

لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔''

(براہین احمدیہ جلد 1 صفحہ 499، روحانی خزائن صفحہ 593 جلد 1 از مرزا غلام احمد صاحب) (ثبوت صفحہ 18 پر)

مندرجہ بالا عبارت میں خاص طور پر لائق توجہ بات یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیت قطعی الثبوت ہے اور مرزا صاحب نے ''اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے''۔ کہہ کر اس کی جو الہامی تفسیر کی ہے۔ وہ بھی ان کے نزدیک قطعی ہے کہ یہ آیت حضرت مسیح علیہ السلام کی ظاہری وجسمانی آمد کی پیش گوئی ہے۔ پس قرآن مجید کی آیت اور مرزا صاحب کی الہامی تفسیر دونوں مل کر حضرت مسیح علیہ السلام کی ظاہری اور جسمانی آمد ثانی کو قطعی بنا دیتے ہیں،

جس کے بعد مرزا صاحب کے ماننے والوں کے لئے کسی قسم کے شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

آیت قرآنی اور تفسیر الهامی(دوم):

اس الہامی کتاب براہین احمدیہ میں بڑے زوردار دعویٰ کے ساتھ اپنے الہام سے ثابت کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے، ملاحظہ فرماویں۔ ''عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَ عَلَیْکُمْ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْکَافِرِیْنَ حَصِیْرًا خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے۔ اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست ونابود کر دے گا''۔

(براہین احمدیہ صفحہ 505، 506 روحانی خزائن صفحہ 601، 602 جلد 1 از مرزا صاحب) (ثبوت صفحہ 19، 20 پر)

نوٹ: مرزا صاحب کے الہامات کا مجموعہ ''تذکرہ'' میں فاضل مرتب نے زیر بحث الہام ''عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَ عَلَیْکُمْ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْکَافِرِیْنَ حَصِیْرًا'' پر حسب ذیل نوٹ لکھا ہے:

''حضرت اقدس نے اس الہام کو اربعین نمبر 2 کے نمبر 5 پر اور اس کے علاوہ کئی مقامات پر بھی بحوالہ براہین احمدیہ ان یرحمکم درج فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ''علی'' کا لفظ سہو کتابت ہے۔

(تذکرہ طبع دوم صفحہ 82، طبع سوم صفحہ 79-80، طبع چہارم صفحہ 63 از مرزا غلام احمد صاحب) (ثبوت صفحہ 21 پر)

مرزا صاحب کے اس الہام اور اس کی تشریح سے واضح ہو جاتا ہے کہ انہیں قطعی الہام ہوا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور براہین احمدیہ کے زمانہ میں اپنے الہام کی روشنی میں وہ یہی عقیدہ رکھتے تھے۔

نوٹ: مرزا صاحب نے اربعین نمبر 2 میں براہین احمدیہ میں درج شدہ الہامات کی فہرست دی ہے اور ھو الذی اور عسی ربکم والی آیات کو مرزا صاحب نے اپنے الہامات قرار دیا ہے۔ حوالہ کے لئے دیکھیں

(اربعین جلد 2 صفحہ 9، 10 روحانی خزائن صفحہ 351، 352 جلد 17 از مرزا صاحب) (ثبوت صفحہ 22، 23 پر)

یہاں کس قدر وضاحت سے مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے، رفع آسمانی اور آمد ثانی کے عقیدے کو تسلیم کیا ہے۔ اور 12 سال بعد تک اسی عقیدہ پر جمے رہے۔ ہمیشہ مسیح موعود ہونے کا انکار کیا اور مثیل مسیح کہلاتے رہے۔

اپنی کتاب ازالہ اوہام میں مرزا صاحب لکھتے ہیں: ''اے برادران دین وعلمائے شرح متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنایا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پا کر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بتصریح درج کر دیا تھا جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گذر گیا ہوگا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادت اور اخلاق وغیرہ کے خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھی ہیں''۔

(ازالہ اوہام (اول) صفحہ 190 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 192 از مرزا صاحب) (ثبوت صفحہ 24 پر)

قارئین کرام: مسیح موعود بننے سے انکار اور مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ الہامی ہے جیسا کہ مرزا صاحب کی اپنی تحریروں سے ثابت ہے۔ اب حیرانی والی بات ہے کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کے الہامات سے اپنا یہ دعوی ثابت کیا ہے کہ میں مسیح موعود نہیں ہوں، مسیح علیہ السلام زندہ ہیں، دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اور دوسری طرف یہ بھی براہین احمدیہ کے الہامات سے ہی سے ثابت کیا کہ میں ہی مسیح موعود ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام مسیح موعود نہیں وہ فوت ہو چکے ہیں، آگے حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا صاحب اعجاز احمدی کے شروع میں لکھتے ہیں: ''وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے، تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے کمال سادگی سے میں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کے نسبت براہین میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھولدی تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔ میں نے بجز کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا۔ اس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسر صلیب کرے گا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود

ہےاور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ ھو الذی ارسل رسُوله بالھدیٰ و دین الحق لیظھرهٗ علی الدین کلّه تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا۔خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا۔مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا۔حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔

پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدّ و مدّ سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔جب بارہ برس گذر گئے تب وہ وقت آیا کہ میرے اوپر اصل حقیقت کھول دیجائے تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔

پس جب اس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدع بما تو مر یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سنا دے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روز روشن کی طرح یقین بٹھا دیا گیا۔تب میں نے یہ پیغام لوگوں کو سنا دیا"

(اعجاز احمدی صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 113 از مرزا غلام احمد صاحب)(ثبوت صفحہ 25 پر)

مرزا صاحب نے ایک قرآنی اور الہامی آیت سے یہ ثابت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور پھر 12 برس بعد اسی قرآنی اور الہامی آیت سے ثابت کر رہے ہیں کہ مسیح موعود میں ہوں، عیسیٰ ابن مریم مر چکے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ میں نے براہین احمدیہ میں حیات عیسیٰ کا رسمی عقیدہ لکھ دیا تھا۔حالانکہ مرزا صاحب نے قرآن کی آیت کی الہامی تفسیر کرتے ہوئے بڑے زوردار دعوے سے ثابت کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں دوبارہ دنیا میں تشریف لائے گے۔

احمدی دوستو! کیا قرآن شریف میں رسمی عقائد درج ہیں اور مرزا صاحب کو رسمی الہام ہوتے تھے ؟......انا للہ وانا الیہ رجعون۔

احمدی دوستو! جب مرزا صاحب کی طرف اللہ تعالیٰ کے کیئے ہوئے الہام اور قرآن شریف کی آیت کا مفہوم مرزا صاحب غلط بیان کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے کیوں نہیں فرمایا۔مرزا صاحب کیا کر رہے ہو کیا آپ کو الہام

ہےاورتو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ ھو الذی ارسل رسُولہ بالھدٰی و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلّہ تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا۔خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اوراسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا۔مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا۔حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکراسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔

پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدّ ومدّ سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہےاور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔جب بارہ برس گذر گئے تب وہ وقت آیا کہ میرے اوپر اصل حقیقت کھول دیجائے تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔

پس جب اس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدع بما تومر یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کرلوگوں کو سنادے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روز روشن کی طرح یقین بٹھا دیا گیا۔تب میں نے یہ پیغام لوگوں کو سنادیا"

(اعجاز احمدی صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 113 از مرزا غلام احمد صاحب)(ثبوت صفحہ 25 پر)

مرزا صاحب نے ایک قرآنی اور الہامی آیت سے یہ ثابت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں،دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور پھر 12 برس بعد اسی قرآنی اور الہامی آیت سے ثابت کررہے ہیں کہ مسیح موعود میں ہوں،عیسیٰ ابن مریم مرچکے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ میں نے براہین احمدیہ میں حیات عیسیٰ کا رسمی عقیدہ لکھ دیا تھا۔حالانکہ مرزا صاحب نے قرآن کی آیت کی الہامی تفسیر کرتے ہوئے بڑے زوردار دعوے سے ثابت کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں دوبارہ دنیا میں تشریف لائے گے۔

احمدی دوستو! کیا قرآن شریف میں رسمی عقائد درج ہیں اور مرزا صاحب کو رسمی الہام ہوتے تھے؟......انا للہ وانا الیہ رجعون۔

احمدی دوستو! جب مرزا صاحب کی طرف اللہ تعالیٰ کے کیے ہوئے الہام اور قرآن شریف کی آیت کا مفہوم مرزا صاحب غلط بیان کررہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے کیوں نہیں فرمایا۔مرزا صاحب کیا کررہے ہو کیا آپ کو الہام

اور قرآن شریف کی آیت کا مفہوم نہیں سمجھ میں آیا، یا خواب دیکھ رہے ہو۔ عیسیٰ علیہ السلام تو مر گئے ہیں اور جس مسیح موعود نے آنا ہے وہ تم ہو اور تم ہی لکھ رہے ہو کہ جب مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ کیا اللہ تعالیٰ کو 12 سال بعد یاد آیا یا علم ہوا کہ مرزا صاحب نے اپنی گردن پر چھری پھیر دی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کو نعوذ باللہ نیند آ گئی تھی۔ کیا یہ اصلاح و تجدید دین ہو رہی ہے؟ انا للہ وانا الیہ رجعون۔

اور پھر لطف یہ کہ جب حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ بدلا تو مرزا صاحب نے اپنی کتاب ست بچن میں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے 120 برس کی عمر پائی۔

(ست بچن صفحہ 176، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 302 از مرزا صاحب) (ثبوت صفحہ 26 پر)

پھر پانچ ماہ بعد مرزا صاحب نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے 125 سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

(تریاق القلوب صفحہ 371، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 499 از مرزا صاحب) (ثبوت صفحہ 27 پر)

پھر چار سال بعد مرزا صاحب نے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام 153 سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ 29، مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 29 از مرزا صاحب) (ثبوت صفحہ 28 پر)

اس طرح قبر کے متعلق مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں لکھا کہ مسیح کی قبر ان کے اپنے وطن گلیل میں ہے۔

(ازالہ اوہام (دوم) صفحہ 473، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 353 از مرزا غلام احمد صاحب) (ثبوت صفحہ 29 پر)

پھر کچھ سال بعد مرزا صاحب نے اتمام الحجہ میں لکھا کہ مسیح کی قبر بیت المقدس، طرابلس یا بلاد شام میں ہے۔

(اتمام الحجہ صفحہ 24، مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 296، از مرزا غلام احمد صاحب) (ثبوت صفحہ 30 پر)

پھر کچھ سال بعد مرزا صاحب نے اپنی کتاب کشتی نوح میں لکھا کہ مسیح کی قبر کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں ہے۔

(کشتی نوح صفحہ 18، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 16 از مرزا غلام احمد صاحب) (ثبوت صفحہ 31 پر)

اگرچہ مرزا صاحب قبر مسیح کا مسئلہ پھر مشتبہ ہوا اور اپنے مرنے سے 11 دن پہلے لکھا کہ ایک بزرگ کی روایت سے مسیح کی قبر مدینہ کے قریب ہے۔

(چشمہ معرفت صفحہ 251، روحانی خزائن صفحہ 261 جلد 23 از مرزا صاحب) (ثبوت صفحہ 32 پر)

لیکن احمدی احباب کشمیر والی قبر ہی مسیح کی قبر بتلاتے ہیں جس کا قبر مسیح ہونا کسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز ثابت نہیں۔

مرزا صاحب نے ابن مریم بننے کی غرض سے 1896ء کو اپنا عقیدہ بدلا بحوالہ (اعجاز احمدی صفحہ 9، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 113 از مرزا غلام احمد صاحب) (ثبوت صفحہ 33 پر) اور 1908ء تک زندہ رہے۔ یعنی 12 سال تک اللہ کی طرف سے مختلف الہام ہوتے رہے یعنی اللہ تعالیٰ مرزا صاحب سے مذاق کرتے رہے اور یہ صحیح خبر ایک بھی الہام میں نہ دی گئی (نعوذ باللہ)۔ اصل میں جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔

احمدی دوستو! مرزا صاحب نے سرمہ چشم آریہ کے آخر میں ایک اشتہار دیا ہے جس میں فرماتے ہیں کہ "کتاب براہین احمدیہ جس کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے مولف (مرزا غلام احمد صاحب) نے ملہم و مامور (یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے) ہوکر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا ہے۔" (سرمہ چشم آریہ اشتہار صفحہ 270 کے بعد، مندرجہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 318 کے بعد اشتہار از مرزا غلام احمد صاحب) (ثبوت صفحہ 34 پر)۔

آئینہ کمالات اسلام میں مرزا صاحب لکھتے ہیں "اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ بات معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت (یعنی جبرائیل علیہ السلام کی توجہ) ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ (یعنی بدن کے تمام اعضاء) میں کام کرتی ہے"۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 93 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 93 از مرزا غلام احمد صاحب) (ثبوت صفحہ 35 پر)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ روح القدس کی قدسیت نے مرزا صاحب کے ہاتھ کو کیوں نہ پکڑا اور قلم کیوں نہیں توڑ دی۔ روح القدس کی قدسیت نے کیوں نہیں شور مچایا، کیوں نہیں چیخی چلائی کہ مرزا صاحب کیوں اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کو مرے ہوئے تقریباً دو ہزار سال ہو گئے ہیں اور تم لکھ رہے ہوں کہ مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور لکھ بھی ایسی کتاب میں رہے ہو جو اصلاح وتجدید کے لئے لکھی جا رہی ہے۔ مرزا صاحب کیا تمہاری مت ماری ہے۔ تمہیں پتہ نہیں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننا شرک ہے۔

احمدی دوستو! مرزا صاحب نے براہین احمدیہ جلد 1 میں لکھا ہے کہ "ہم نے صدہا طرح کا فتور اور فساد دیکھ کر کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا تھا اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کو فی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن دکھلایا گیا چونکہ یہ مخالفین پر فتح عظیم ہے"۔

(براہین احمدیہ جلد 1 صفحہ 62، مندرجہ روحانی خزائن صفحہ 62 جلد 1 از مرزا غلام احمد صاحب) (ثبوت صفحہ 36 پر)

احمدی دوستو! صدہا فتور اور فساد میں سے سب سے بڑا فتور اور فساد تمہارے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر ماننا اور انکا دوبارہ دنیا میں آنا ہے۔ صدہا فتور اور فساد کی اصلاح تو مرزا صاحب سے کیا ہوگی۔ حیات عیسیٰ علیہ السلام کو براہین احمدیہ میں مرزا صاحب نے تسلیم کر کے اپنے پاؤں کاٹ دیئے۔ مرزا صاحب کا

[illegible]

595 [illegible]

[illegible]

احمد صاحب)(ثبوت صفحہ 41پر)۔

کیوں صاحب، مرزا صاحب کتابوں کا مطالعہ اس قدر کرتے تھے کہ گویا دنیا میں نہیں تھے۔خاص کرتدبر قرآن شریف اور تفسیروں کا اور احادیث شریف کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔کسی حدیث شریف یا قرآن شریف کی ایک آیت میں بھی یہ نہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں کہ مرزا صاحب نے براہین میں لکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔اب 12 سال بعد 30 آیات سے ثابت کررہے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں کیا یہ 30 آیتیں اس وقت نظر نہیں آئی تھیں۔کیا تفسیر علی جو مرزا صاحب کو براہین لکھنے سے 10 سال پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دی تھی، اس میں بھی یہ نہ لکھا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔احمدی دوستو!مرزا صاحب نے براہین احمدیہ اور تذکرہ میں لکھا ہے کہ براہین احمدیہ کی تصنیف سے 20 برس پہلے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو اس وقت میرے دائیں ہاتھ میں میری تالیف کردہ کتاب تھی۔آپ نے دریافت فرمایا تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے۔عرض کیا یہ میری لکھی ہوئی کتاب ہے فرمایا اس کا کیا نام ہے۔میں نے کہا قطبی یعنی قطب ستارے کی طرح مستحکم غیر متزلزل آپ نے فرمایا مجھے دیں۔ میں نے آپ کو دیدی۔فرمایا اس کے ذریعہ اسلام زندہ ہوگا۔

(براہین احمدیہ صفحہ 249، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 274، 275 حاشیہ، تذکرہ طبع دوم صفحہ 4,3، طبع سوم صفحہ 2، طبع چہارم صفحہ 1 تا 2 از مرزا غلام احمد صاحب)(ثبوت صفحہ 42، 43پر)

احمدی دوستو!بقول مرزا صاحب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کتاب کے ذریعہ اسلام جو مردہ ہو چکا ہے، زندہ ہوگا۔اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہوتا تو یہ بھی فرمایا ہوتا کہ مرزا یہ جو تو نے اس کتاب میں گند مارا ہے اسے درست کر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور اُن کے ہاتھ سے دین اسلام پوری دنیا میں پھیل جائے گا اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ عیسیٰ کے ذریعہ ظہور میں آئے گا۔مرزا کیا تم کو اتنا بھی علم نہیں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو مرے ہوئے تو تقریبا دو ہزار سال ہو گئے ہیں اور تم نے لکھا ہے کہ وہ زندہ ہیں دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔مرزا یہ غلبہ دین تو تیری اس کتاب کے ذریعہ سے ہوگا نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے، لہذا اس غلطی کو درست کرو۔

احمدی دوستو!قطب ستارے کی طرح مستحکم غیر متزلزل کتاب (براہین احمدیہ) میں وہ زلزلہ آیا کہ وفات مسیح کی عمارت ایسے منہدم ہوئی کہ قیامت تک قائم نہیں ہو سکتی۔

احمدی دوستو!مرزا صاحب نے اپنی کتاب ازالہ اوہام صفحہ 323 تا 338 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3

صفحہ 423 سے 438 میں لکھا ہے کہ 30 آیتیں قرآن شریف میں ہیں اور وہ تمام آیات لکھی بھی ہیں کہ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ ایک آیت ہے، شراب حرام ہے۔ سب مفسرین نے لکھا شراب حرام ہے۔ ایک آیت ہے چور کے ہاتھ کاٹو۔ سب مفسرین نے لکھا چور کے ہاتھ کاٹو۔ ایک آیت ہے زانی مرد ہو یا عورت اسے سنگسار کرو۔ سب مفسرین نے لکھا ہے زانی مرد ہو یا عورت اسے سنگسار کیا جائے۔ تعجب ہے کہ تیس آیتیں قرآن شریف میں ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں اور کسی مفسر نے یہ نہیں لکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ منہ مانگا انعام دوں گا اگر آپ مرزا صاحب سے پہلے 13 صدیوں کے کسی مفسر، مجدد کی چھوٹی بڑی ترجمہ وتفسیر سے یہ دکھا دیں کہ اس نے لکھا ہو کہ اس آیت سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔

احمدی دوستو! مرزا صاحب نے محمدی بیگم کے ساتھ شادی ہونے کی پیشگوئی کی تھی۔ اس پر میرا ایک رسالہ آسمانی دلہن کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں اس پیشگوئی کی مکمل تفصیل ہے۔ آپ اس کا مطالعہ کریں میں یہاں صرف ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارک ہے۔

عن عبداللہ ابن عمر وقال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسی ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسی ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر (مشکوۃ شریف صفحہ نمبر 491 باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)	عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عیسی ابن مریم زمین میں نازل ہوں گے شادی کریں گے ان کی اولاد ہوگی۔ پینتالیس سال تک زمین میں ٹھہریں گے پھر فوت ہوں گے اور میرے ساتھ میرے مقبرہ میں داخل ہوں گے۔ میں اور عیسیٰ بن مریم ابوبکر اور عمر کے درمیان ایک مقبرہ سے اٹھیں گے۔ (ثبوت صفحہ 44 پر)

حدیث مذکورہ بالا سے صاف واضح ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام زمین پر اتر کر نکاح کریں گے چونکہ مرزا صاحب دعویٰ مسیحیت سے پہلے نکاح کر چکے تھے۔ اس سے اولاد بھی تھی۔ اس لئے مرزا صاحب نے حدیث ہذا کا یہ مطلب ظاہر کیا کہ اس نکاح سے جو مسیح موعود کی علامت ہے محمدی بیگم کا میرے ساتھ نکاح ہونا ہے۔

چنانچہ مرزا صاحب کے الفاظ ہیں:

''اس (محمدی بیگم والی) پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے۔ کہ ''یتزوج ویولدلہ'' یعنی وہ مسیح موعود بیوی کریگا نیز صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔

(انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 337 از مرزا غلام احمد صاحب) (ثبوت صفحہ 45 پر)

احمدی دوستو! ساری باتیں چھوڑو، مرزا صاحب کی شادی محمدی بیگم کے ساتھ نہ ہونے سے ثابت ہوگیا کہ عیسیٰ ابن مریم زندہ ہیں اور مرزا صاحب کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ آپ حدیث شریف کے الفاظ پر غور فرمادیں۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے عیسیٰ ابن مریم ہی کی شادی کا ذکر کیا کیونکہ جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ اس وقت آپ کنوارے تھے اور ابھی آپ کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ اس واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام شادی کریں گے اور ان کے بچے بھی ہوں گے اور یہ مرزا صاحب بھی مانتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بیوی نہ تھی۔ ان کی شادی نہیں ہوئی تھی اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ وہ نامرد ہیجڑا تھے (بہر حال کنوارے دنیا سے رخصت ہوئے)، تفصیل کیلئے دیکھو۔

(نور القرآن صفحہ 73، مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 448،449 از مرزا غلام احمد صاحب) (ثبوت صفحہ 46 پر)

احمدی دوستو! کتاب ''عسل مصفیٰ'' تالیف ابو العطا مرزا خدا بخش قادیانی احمدی یکے از کمترین خادمان مسیح موعود بماہ اپریل 1903ء مطابق غرہ ذی الحجہ 1318ھ میں لکھی گئی تھی۔ اس میں مجددین کی ایک فہرست دی ہے اس کا مطالعہ فرمادیں۔ ''اس باب میں کہ 13 صدیوں میں کون کون مجدد ہوئے ہیں ہم اوپر دکھلا چکے ہیں کہ ہر صدی کے سرے پر مجددوں کا آنا ضروری ہے۔ کیونکہ ہر سو 100 سال کے بعد زمانہ کی حالت پلٹا کھاتی ہے۔ اور دین اسلام میں ضعف واقع ہوجاتا ہے لہٰذا ازبس ضروری ہے کہ اس ضعف اور کمزوری کے دور کرنے کے لئے کوئی شخص خداتعالیٰ کی طرف سے خاص تائید پاکر دنیا میں کھڑا ہو۔ اور جس قدر اہل اسلام میں فتور برپا ہوگیا ہو۔ اس کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اور دین مردہ کو از سرنو زندہ کر کے اس کو اپنی اصلی ہیئت میں دکھلا دے۔ چنانچہ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے 13 صدیوں میں جس قدر اصحاب مجدد تسلیم کئے گئے ہیں۔ جن میں سے بعض نے اپنی زبان سے دعویٰ مجددیت کیا ہے اور بعض نے نہیں کیا صرف لوگوں نے اُن کو اپنے

اعتقاد اور علم سے مجدد تسلیم کر لیا ہے۔ ہم ان کے نام صدی وار لکھ دیتے ہیں۔ تاکہ جو لوگ ان کے اسمائے مبارک سے ناواقف اور ناآشنا ہیں۔ اچھی طرح سے واقف ہو جائیں۔

پہلی صدی میں اصحاب ذیل مجدد تسلیم کئے گئے ہیں: (1) عمر بن عبدالعزیز (2) سالم (3) قاسم (4) مکحول۔ علاوہ ان کے اور بھی اس صدی میں مجدد مانے گئے ہیں............۔

دوسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (1) امام محمد ادریس ابوعبداللہ شافعی (2) احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (3) یحییٰ بن معین بن عون عطفانی (4) اشہب بن عبدالعزیز بن داؤد قیس (5) ابوعمرو مالکی مصری (6) خلیفہ مامون رشید بن ہارون (7) قاضی حسن بن زیادہ حنفی (8) جنید بن محمد بغدادی صوفی (9) سہل بن ابی سہل بن رخلہ شافعی (10) بقول امام شعرانی حارث بن اسعد محاسبی ابوعبداللہ صوفی بغدادی............۔

تیسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (1) قاضی احمد بن شریح بغدادی شافعی (2) ابوالحسن اشعری متکلم شافعی (3) ابوجعفر طحاوی ازوی حنفی (4) احمد بن شعیب (5) ابوعبدالرحمٰن نسائی (6) خلیفہ مقتدر باللہ عباسی (7) حضرت شبلی صوفی (8) عبیداللہ بن حسین (9) ابوالحسن کرخی صوفی حنفی (10) امام بقی بن مخلد قرطبی مجدد اندلس اہل حدیث۔

چوتھی صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (1) امام ابوبکر باقلانی (2) خلیفہ قادر باللہ عباسی (3) ابوحامد اسفرائی (4) حافظ ابونعیم (5) ابوبکر خوارزی حنفی (6) بقول شاہ ولی اللہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم نیشا پوری (7) امام بیہقی (8) حضرت ابوطالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیا سے ہیں (9) حافظ احمد علی بن ثابت خطیب بغداد (10) ابواسحاق شیرازی (11) ابراہیم بن علی بن یوسف فقیہہ ومحدث۔

پانچویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (1) محمد بن ابوحامد امام غزالی (2) بقول عینی وکرمانی حضرت راعونی حنفی (3) خلیفہ مستظہر بالدین مقتدی باللہ عباسی (4) عبداللہ بن محمد انصاری ابواسماعیل ہروی (5) ابوطاہر سلفی (6) محمد ابن احمد ابوبکر شمس الدین سرخسی فقیہ حنفی۔

چھٹی صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (1) محمد بن عمر ابوعبداللہ فخرالدین رازی (2) علی بن محمد (3) عزالدین ابن کثیر (4) امام رافعی شافعی صاحب زبدہ شرح شفا (5) یحییٰ بن حبش بن میرک حضرت شہاب الدین سہروردی شہید امام طریقت (6) یحییٰ بن اشرف بن حسن محی الدین لوذی............۔

ساتویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (1) احمد بن عبدالحلیم تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی (2) تقی الدین ابن دقیق السعید (3) شاہ شرف الدین مخدوم بہائی سندی (4) حضرت معین الدین چشتی (5) حافظ ابن القیم

جوزی شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن القیم الجوزی ورعی دمشقی حنبلی (6) عبداللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن خلاج ابو محمد عفیف الدین یافعی شافعی (7) قاضی بدرالدین محمد بن عبداللہ الشبلی حنفی دمشقی۔

آٹھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (1) حافظ علی بن حجر عسقلانی شافعی (2) حافظ زید الدین عراقی شافعی (3) صالح بن عمر بن ارسلان قاضی بلقینی (4) علامہ ناصر الدین شاذلی ابن سنت میلی۔

نویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (1) عبدالرحمٰن بن کمال الدین شافعی معروف امام جلال الدین سیوطی (2) محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی شافعی (3) سید محمد جون پوری مہتدی.........

دسویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (1) ملا علی قاری (2) محمد طاہر فتنی گجراتی محی الدین محی السنۃ (3) حضرت علی بن حسام الدین معروف بعلی متقی ہندی مکی۔

گیارہویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (1) عالمگیر بادشاہ غازی اورنگزیب (2) حضرت آدم بنوری صوفی (3) شیخ احمد بن عبدالاحد بن زین العابدین فاروقی سرہندی معروف امام ربانی مجدد الف ثانی

بارھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (1) محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان نجدی (2) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی (3) سید عبدالقادر بن احمد بن عبدالقادر حسنی کوکیانی (4) حضرت احمد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (5) امام شوکانی (6) علامہ سید محمد بن اسماعیل امیر یمن (7) محمد حیات بن ملا ملازیہ سندھی مدنی

تیرھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (1) سید احمد بریلوی (2) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (3) مولوی محمد اسماعیل شہید دہلوی (4) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں (5) بعض نے شاہ عبدالقادر کو مجدد تسلیم کیا ہے۔ ہم اسکا انکار نہیں کر سکتے۔ کہ بعض ممالک میں بعض بزرگ ایسے بھی ہوں گے جن کو مجدد مانا گیا ہو۔ اور ہمیں انکی اطلاع نہ ملی ہو۔ وجہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو جامع جمیع صفات انسانی تھے، کوئی کامل انسان ایسا نہیں ہو سکتا تھا کہ شریعت اسلامی کے تمام محکمہ جات کی خدمات کو سرانجام دے سکتا۔ اسلئے ضروری بلکہ اشد ضروری تھا۔ کہ شریعت حقہ اسلام کے ہر پہلو اور ہر محکمہ کے ضعف اور کمزوری کو دور کرنے کے لئے الگ الگ افراد اس خدمت پر مامور ہوتے اور مشاہدہ اور تجربہ گواہی دیتا ہے کہ ایسا ہی ہوتا رہا۔ چنانچہ فہرست مجددین سے واضح ہوتا ہے کہ کوئی مجدد فقیہہ ہے کوئی محدث ہے۔ کوئی مفسر ہے، کوئی صوفی ہے، کوئی متکلم ہے اور کوئی بادشاہ ہے۔ الغرض جن کاموں کو ایک ذات جامع جمیع صفات انسانی بہمہ حسن و خوبی سرانجام دیتی تھی۔ اب مختلف زمانوں میں مختلف افراد مختلف پہلوؤں میں ان خدمات کو بجالاتے رہے۔ اور اس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔

جب یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ ہر صدی کے سر پر کسی مجدد کا آنا ضروری ہے۔ تو اب کوئی وجہ نہیں کہ چودھویں صدی کے سر پر کوئی مجدد نہ آوے۔ مجدد کا آنا نہایت ہی ضروری ہے۔ خاص کر ایسے پرفتن زمانہ میں جبکہ اسلام پر ہر پہلو اور ہر طرف سے مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ اور اسلام ایسے نرغہ میں پھنس گیا ہو کہ جس سے جانبری نہایت ہی مشکل ہو گئی ہو۔"

(عسل مصفی صفحہ 116 از مرزا خدا بخش قادیانی) (ثبوت صفحہ 47 تا 51 پر)

احمدی دوستو! آپ کی کتاب "عسل مصفی" میں 83 مجددین کی فہرست دی ہے اور ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ بعض ممالک میں بعض بزرگ ایسے بھی ہوں گے جن کو مجدد مانا گیا ہو اور ہمیں ان کی اطلاع نہ ملی ہو۔ احمدی دوستو یہ تو ظاہر ہے کہ مجدد وہی ہو سکتا ہے جو اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ قرآن وحدیث کا علم رکھتا ہو۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پہلی صدی سے لے کر تیرہویں صدی تک تمہارے 83 مجدد ہوئے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی پتہ نہیں چلا کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں۔ انہیں زندہ ماننا شرک ہے اور لوگوں کے واسطے سب سے بڑا فتنہ ہے اور پھر سب سے بڑا ظلم یہ کہ خود مرزا صاحب بھی اپنی زندگی کے 57 سال 4 ماہ 25 دن تک اس شرک میں مبتلا رہے اور یہی کہتے رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔

احمدی دوستو! مرزا صاحب نے ضمیمہ حقیقۃ الوحی الاستفتاء، روحانی خزائن ج 22 ص 660 پر سب سے بڑا فتنہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دیا ہے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننا شرک عظیم کہا ہے۔ 13 صدیوں کے کسی مجدد نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کی اصلاح کیوں نہیں کی۔ اس لئے کہ 13 صدیوں کے سب مجدد حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کے قائل تھے، کسی مجدد نے ہرگز نہیں کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں بلکہ سب نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور ان کا نزول ہو گا۔ اگر کسی نے کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں تو حوالہ دو۔

آپ ذرا سوچیں یہ ساری باتیں یہ نہیں بتاتیں کہ یہ سارے کا سارا دجل ہے، فریب ہے، ہیرا پھیری ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مرزا صاحب پہلے ہی دن کہہ دیتے کہ عیسیٰ علیہ السلام تقریباً دو ہزار سال پہلے فوت ہو چکے ہیں چہ جائیکہ ان کو اتنا عرصہ زندہ مانتے رہے اور اپنی کتابوں میں لکھتے رہے۔ اللہ تعالیٰ بھی نعوذ باللہ خاموش رہے، کیا اللہ تعالیٰ سے بھی نعوذ باللہ غلطی ہو گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں نہ بتایا کہ غلام احمد کیا لکھ رہے ہو؟ مرزا صاحب کو الہام ہوتے رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، آسمانوں سے اتریں گے اور کوئی

بتانے والا نہ تھا کہ یہ الہام غلط ہیں۔ روح القدس جبرائیل علیہ السلام بھی خاموش رہے۔ کثرت سے تفاسیر کا مطالعہ اور بالخصوص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر میں بھی یہ مسئلہ نہ ملا۔ تیرہ صدیوں کے مجددین میں سے کسی ایک کو بھی یہ معلوم نہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور وہ سب ان کو زندہ مانتے رہے اور حیات نزول عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق لکھتے رہے جب ملہم من اللہ ہو کر لکھی گئی کتاب براہین احمدیہ (قطبی) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش رہے۔ پھر عمر کے آخری حصہ میں تواتر سے ہونے والے الہامات نے مرزا صاحب پر یہ تو کھول دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور مرزا صاحب خود مسیح موعود ہے۔ مگر یہ الہامات نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر کے متعلق بتا سکے اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے متعلق بتا سکے۔

احمدی دوستو! آدمی آلو خریدتا ہے تو اسے اچھی طرح دیکھتا ہے کہ کہیں یہ خراب یا کانا تو نہیں۔ کیا یہ انصاف کی بات ہے کہ جہاں ایمان کے سودے ہوں وہاں آنکھیں بند کر کے کسی کی ہر بات قبول کرلے۔ یہ تو جنت اور جہنم کا سوال ہے۔ اس قدر غفلت سے کام نہ لیں بلکہ سوچیں، سمجھیں اور اپنا عقیدہ وہی بنائیں جو تمام امت کا متفقہ طور پر چلا آرہا ہے اس سلسلہ میں اگر آپ سوالات کرنا چاہیں یا سمجھنا چاہیں یا مجددین ومفسرین ومحدثین کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیں تو میرے ساتھ رابطہ کرلیں۔ اگر آپ نے میری باتیں جو مرزا صاحب کی کتابوں سے بھی عرض کروں گا، غور سے سنیں تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی سمجھ میں ضرور آجائیں گے۔ آپ اس موضوع پر میرے دو رسائل ''حیات عیسیٰ علیہ السلام از روئے قرآن شریف'' اور'' حیات عیسیٰ علیہ السلام از روئے حدیث شریف'' کا بھی ضرور مطالعہ فرمائیں۔ اگر آپ چاہیں تو کسی اپنے مربی صاحب سے میری بات کرادیں۔ میں مربی صاحب سے بھی بات کرنے کو تیار ہوں۔

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

ابن سرور حافظ عبد الرحمٰن خان شاہ عالمی
ابو الشہید مظفر گڑھی

مہتمم مدرسہ مخزن العلوم خطیب وامام مسجد توحید (قبرستان والی)

بی ون 9 بلاک ٹاؤن شپ لاہور

فون: 0092-42-5120403 موبائل: 0300-4808818

نمبر۱۱ عبداللہ آتھم صاحب کو ایک ہزار انعام کا وعدہ دیا گیا تھا۔ شرطیہ طور پر (تسلیم کیا گیا)۔ نمبر۱۲ عبداللہ آتھم صاحب کو دو ہزار روپیہ کے انعام کا وعدہ دیا گیا۔ نمبر۱۳ ایضاً تین ہزار ایضاً۔ نمبر۱۴ ایضاً چار ہزار ایضاً۔ نمبر۱۵ انجام آتھم شائع کیا گیا (تسلیم ہوا) نمبر۱۶ انجام آتھم میں مرزا صاحب نے پیش گوئی کی تھی کہ ۴۹ مولوی اور ۶۸ چھاپہ والے اگر ہمارے پر ایمان نہیں لائیں گے تو مرجائیں گے (مرزا صاحب نے اس کو تسلیم نہیں کیا)۔ نمبر۱۷ اس پیش گوئی میں لیکھرام کے مرنے کی بابت وہ لوگوں کو بتلاتے ہیں کہ مباہلہ کریں (تسلیم کیا گیا)۔ نمبر۱۸ گنگا بشن کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا) نمبر۱۹ مولوی محمد حسین بٹالوی کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا) نمبر۲۰ رائے جندر سنگھ کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا) نمبر۲۱ پیشگوئی بابت مرنے لیکھرام کی۔ (تسلیم کیا گیا) نمبر۲۲ نسبت

بقیہ حاشیہ

سواروں کے اپنی گرہ سے خرید کر دئیے تھے اور آئندہ گورنمنٹ کو اس قسم کی مدد کا عندالضرورت وعدہ بھی دیا۔ اور سرکار انگریزی کے حکام وقت سے بجلدوے خدمات عمدہ عمدہ چٹھیات خوشنودی مزاج ان کو ملی تھیں۔ چنانچہ سر لیپل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ غرض وہ حکام کی نظر میں بہت ہر دلعزیز تھے۔ اور بسا اوقات ان کی دلجوئی کے لئے حکام وقت ڈپٹی کمشنر کمشنر اُن کے مکان پر آکر اُن کی ملاقات کرتے تھے۔ یہ مختصر میرے خاندان کا حال ہے میں ضروری نہیں دیکھتا کہ اس کو بہت طول دوں۔

اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے* اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا۔ اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا۔ میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے مصائب دیکھے۔ ایک دفعہ ہندوستان کا پیادہ پا سیر بھی کیا۔ لیکن میری پیدائش

حاشیہ در حاشیہ

* نوٹ:۔ میں توام پیدا ہوا تھا ایک لڑکی جو میرے ساتھ تھی وہ چند روز کے بعد فوت ہو گئی تھی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدا تعالےٰ نے انثیت کا مادہ مجھ سے بکلی الگ کر دیا۔ منہ

یہ حوالہ صفحہ 02 پر درج ہے

کتاب البریہ صفحہ 159، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 177 از مرزا غلام احمد صاحب

اور یہ اصل حال ہے۔

دیکھو ہر ایک خصوصیت جو کہیں کسی خاص شخص کے متعلق پیدا کی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا ضرور جواب دیا ہے مگر کیا وجہ کہ اتنی بڑی خصوصیت کا کوئی جواب نہ دیا۔ خصوصیت ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے شرک پیدا ہوتا ہے۔

یہ حضرت اقدس علیہ السلام کی زندگی میں آپ کی آخری تقریر ہے جو آپ نے بڑے زور اور خاص جوش سے فرمائی۔ دوران تقریر میں آپ کا چہرہ اس قدر روشن اور درخشاں ہوگیا تھا کہ نظر اُٹھا کر دیکھا بھی نہیں جاتا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریر میں ایک خاص اثر اور جذب تھا۔ رُعب، ہیبت اور جلال اپنے کمال عروج پر تھا بعض خاص خاص تحریکات اور موقعوں پر حضرت اقدس کی شان دیکھنے میں آئی ہوگی جو آج کے دن تھی۔ اس تقریر کے بعد آپ نے کوئی تقریر نہیں فرمائی (نقلہ مرتبہ عبدالرحمٰن قادیانی)

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۴۲ صفحہ ۷، ۸ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء)

---

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء
بوقت نماز فجر

جب فجر کی اذان کان میں پڑی تو حضور علیہ السلام نے پوچھا کہ
"کیا صبح ہوگئی"

جواب ملنے پر فجر کی نماز کی نیت باندھی اور ادا کی۔

آخری الفاظ

وہ الفاظ جن پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے یہ تھے:۔

"اے میرے پیارے۔ اے میرے پیارے۔ اے میرے پیارے اللہ اے میرے پیارے اللہ"

(الحکم جلد ۱۵ نمبر ۱۹-۲۰ مورخہ ۲۱/۲۸ مئی ۱۹۱۱ء)

یہ حوالہ صفحہ 02 پر درج ہے

ملفوظات جلد 10 صفحہ 459 از مرزا غلام احمد صاحب

تمہید ہشتم۔ جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے۔ ۴۹۹ ص
وہ حقیقت میں اُس متبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمّت ہے اور یہ بدیہی اور

کہ قادر مطلق کہ جس کے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور خسران ۴۹۹ ص
عاید نہیں ہو سکتا۔ اور جو ہریک قسم کے جہل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور
درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کر اُس چیز کا عین ہو سکتا ہے کہ جو

بدرجۂ یقین کامل پہنچکر پھر منکر رہیں۔ پھر بعد اسکے فرمایا۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قَرِیْبًا مِّنَ الْقَادِیَانِ۔
وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ
مَفْعُوْلًا۔ یعنے ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پُر از معارف و حقائق کو
قادیان کے قریب اُتارا ہے اور ضرورت حقّہ کے ساتھ اُتارا ہے اور بضرورت حقّہ اُترا ہے۔
خدا اور اُسکے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا
وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کیلئے
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرۂ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدائے تعالےٰ
اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں درج ہو چکا
ہے اور فرقانی اشارہ اس آیت میں ہے هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ
لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ [1]۔ یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں
پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دینِ اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے
ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اِس دُنیا میں تشریف لائینگے تو ۴۹۹ ص
اُن کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اِس عاجز پر
ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے
رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اِس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت
ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں
اور بحدی اتحاد ہے کہ نظرِ کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر

[1] الصف : ۱۰

یہ حوالہ صفحہ ۱۰ پر درج ہے

براہین احمدیہ جلد 1 صفحہ 499، روحانی خزائن صفحہ 593 جلد 1 از مرزا غلام احمد صاحب

نے منع کیا ہے اور اُسی کتاب کا پابند رہتا ہے جو اُس کے شارع نے دی ہے تو

برخلاف قسمِ دوم کے کہ اُس میں انفکاک جائز ہے اور جبتک ولایت کسی ولی کی قسمِ سوم تک
نہیں پہنچتی عارضی ہے اور خطرات سے امن میں نہیں۔ وجہ یہ کہ جبتک انسان کی سرشت میں خدا ۵۰۵
کی محبت اور اُسکے غیر کی عداوت داخل نہیں تب تک کچھ رگ و ریشہ ظلم کا اُسمیں باقی ہے کیونکہ اُس نے حقِ ربوبیت کو

خَلَقَ اٰدَمَ فَاَکْرَمَہٗ۔ پیدا کیا آدم کو پس اکرام کیا اُس کا۔ جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ
جری اللہ نبیوں کے حُلّوں میں۔ اِس فقرہ الہامی کے یہ معنے ہیں کہ منصبِ ارشاد و
ہدایت اور موردِ وحیِ الٰہی ہونے کا دراصل حُلّہ انبیاء ہے اور اُن کے غیر کو بطورِ مستعار
ملتا ہے اور یہ حُلّہ انبیاء اُمتِ محمدیہ کے بعض افراد کو بغرضِ تکمیلِ ناقصین عطا ہوتا ہے
اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ
کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْۤ اِسْرَآئِیْلَ۔ پس یہ لوگ اگرچہ نبی نہیں پر نبیوں کا کام اُن کو سپرد
کیا جاتا ہے۔ وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْهَا۔ اور تھے تم ایک
گڑھے کے کنارہ پر سو اُس سے تم کو خلاصی بخشی یعنے خلاصی کا سامان عطا فرمایا
عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَ عَلَیْکُمْ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ ۵۰۵
لِلْکَافِرِیْنَ حَصِیْرًا۔ خدائے تعالیٰ کا ارادہ اِس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر
رحم کرے۔ اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی
طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قیدخانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اِس
مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریقِ رفق اور
نرمی اور لُطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائلِ واضحہ اور آیاتِ بیّنہ
سے کھل گیا ہے۔ اُس سے سرکش رہیں گے۔ تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب
خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائیگا اور
حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دُنیا پر اُتریں گے اور تمام راہوں اور

یہ حوالہ صفحہ 03 پر درج ہے

ص۵۰۶ وہ اِس صُورت میں بالکل اپنے نفس سے محو ہو کر اپنے شارع کی ذمّہ داری

جیسا کہ چاہیئے تھا ادا نہیں کیا۔ اور لقاءِ تام حاصل کرنے سے ہنوز قاصر ہے۔ لیکن جب اس کی سرشت میں محبّتِ الٰہی اور موافقت باللہ بخوبی داخل ہوگئی۔ یہاں تک کہ خدا اُس کے کان ہوگیا جن سے وہ سُنتا ہے۔ اور اُس کی آنکھیں ہوگیا

سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا۔ اور جلالِ الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلّی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔ اور یہ زمانہ اس زمانہ کیلئے بطور ارہاص کے واقع ہُوا ہے یعنے اسوقت جلالی طور پر خدائے تعالےٰ اتمامِ حجّت کریگا۔ اب بجائے اسکے جمالی طور پر یعنی رفق اور احسان سے اتمامِ حجّت کر رہا ہے۔ تُوْبُوْا وَاَصْلِحُوْا وَاِلَى اللّٰهِ تَوَجَّهُوْا وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلُوْا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ توبہ کرو اور فسق اور فجور اور کفر اور معصیت سے باز آؤ اور اپنے حال کی اصلاح کرو اور خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اُسپر توکّل کرو اور صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ اُس سے مدد چاہو۔ کیونکہ نیکیوں سے بدیاں دُور ہو جاتی ہیں۔ بُشْرٰى لَكَ يَا اَحْمَدِيْ۔ اَنْتَ مُرَادِيْ وَمَعِيْ۔ غَرَسْتُ كَرَامَتَكَ بِيَدِيْ۔ خوشخبری ہو تجھے اے میرے احمد۔ تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ مَیں نے تیری کرامت کو اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ۔ مؤمنین کو کہدے کہ اپنی آنکھیں نامحرموں سے بند رکھیں اور اپنی ستر گاہوں کو اور کانوں کو نالائق اُمور سے بچاویں۔ یہی اُن کی پاکیزگی کیلئے ضروری اور لازم ہے۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر یک مؤمن کے لئے منہیات سے پرہیز کرنا اور اپنے اعضاء کو ناجائز افعال سے محفوظ رکھنا لازم ہے اور یہی طریق اس کی پاکیزگی کا مدار ہے۔

ص۵۰۶ چشم و گوش و دیدہ بند اے حق گزین یاد کن فرمانِ قل للمؤمنین

یہ حوالہ صفحہ 03 پر درج ہے

براہین احمدیہ صفحہ 505 روحانی خزائن صفحہ 602 جلد 1 از مرزا غلام احمد صاحب

يَحْمَدُكَ اللّٰهُ وَيَمْشِيْ اِلَيْكَ

خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے

اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ

خبردار رہو خدا کی مدد نزدیک ہے

سُبْحَانَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو رات کے وقت میں سیر کرایا۔ یعنی ضلالت اور گمراہی کے زمانہ میں جو رات سے مشابہ ہے۔ مقامات معرفت اور یقین تک لدنّی طور سے پہنچایا۔

خَلَقَ اٰدَمَ فَاَكْرَمَهٗ

پیدا کیا آدم کو پس اکرام کیا اُس کا

جَرِيُّ اللّٰهِ فِيْ حُلَلِ الْاَنْبِيَآءِ

جری اللہ نبیوں کے حُلّوں میں

اِس فقرۂ الہامی کے یہ معنے ہیں کہ منصب ارشاد اور ہدایت اور مورد وحیٔ الٰہی ہونے کا دراصل حُلّۂ انبیاء ہے اور اُن کے غیر کو بطور مستعار ملتا ہے اور یہ حُلّۂ انبیاء اُمّتِ محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیلِ ناقصین عطا ہوتا ہے اور اُسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ۔ پس یہ لوگ اگرچہ نبی نہیں پر نبیوں کا کام اُن کو سپرد کیا جاتا ہے۔

وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا

اور تھے تم ایک گڑھے کے کنارے پر سو اُس سے تم کو خلاصی بخشی۔ یعنی خلاصی کا سامان عطا فرمایا۔

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَ عَلَيْكُمْ[1]۔ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِيْنَ حَصِيْرًا

خدا تعالیٰ کا ارادہ اِس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے۔ اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنّم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ ....

تُوْبُوْا وَاَصْلِحُوْا وَاِلَى اللّٰهِ تَوَجَّهُوْا وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلُوْا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ

توبہ کرو اور فسق اور فجور اور کُفر اور معصیت سے باز آؤ اور اپنے حال کی اصلاح کرو اور خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اُس پر توکل کرو اور صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ اس سے مدد چاہو کیونکہ نیکیوں سے بدیاں دُور ہو جاتی ہیں۔

بُشْرٰى لَكَ يَآ اَحْمَدِيْ۔ اَنْتَ مُرَادِيْ وَمَعِيْ۔ غَرَسْتُ كَرَامَتَكَ بِيَدِيْ۔

---

[1] حضرت اقدس نے اِس الہام کو اربعین نمبر ۲ کے صفحہ ۵ (روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۳۵۳) پر اور اس کے علاوہ کئی اور مقامات پر بھی بحوالہ براہین احمدیہ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ درج فرمایا ہے (روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۸۰) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عَلَیْ کا لفظ سہو کتابت ہے۔ (مرتّب)

یہ حوالہ صفحہ 03 پر درج ہے

تذکرہ طبع چہارم صفحہ 63 از مرزا غلام احمد صاحب

اور وہ خطاب خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف میں دیئے گئے ہیں۔ پھر وہی وہ خطاب الہام میں مجھے دیئے گئے۔ کیا یہ اعتراض درود بھیجنے سے کچھ کم تھا پھر اس سے بھی بڑھ کر براہین احمدیہ کے دوسرے الہامات پر اعتراض ہو سکتے تھے جنکا مولوی محمد حسین بٹالوی نے ریویو لکھا✤ اور جا بجا قبول کیا کہ یہ الہامات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ بلکہ اس کے استاد میاں نذیر حسین دہلوی نے چند گواہوں کے روبرو براہین احمدیہ کی نسبت جس میں یہ الہامات تھے حد سے زیادہ تعریف کی اور فرمایا کہ جب سے اسلام میں سلسلہ تالیف و تصنیف شروع ہوا ہے براہین کی مانند افاضہ اور فضل اور خوبی میں کوئی ایسی تالیف نہیں ہوئی۔ اور اُن کی غرض اس قدر تعریف سے براہین احمدیہ کے الہامات اور اس کی پیشگوئیاں تھیں جن سے اسلام کے مخالفوں پر حجت پوری ہوتی تھی۔ ایسا ہی پنجاب اور ہندوستان کے تمام علماء نے بجز معدودے چند ان الہامات کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھ لیا تھا جو حقیقت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ حالانکہ اُن میں اس عاجز کا اس قدر اکرام کیا گیا ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ اور بطور نمونہ اُن میں سے یہ ہیں:۔

یا احمد بارک اللہ فیک۔ الرحمٰن علّم القراٰن لتنذر قوما ما أنذر آباءھم

✤ براہین احمدیہ کی تالیف کو بیس برس گزر گئے ہیں۔ اس کتاب میں وہ پیشگوئیاں ہیں جو سال ہا سال کے بعد اب پوری ہو رہی ہیں۔ جیسا کہ یہ پیشگوئی کہ ہم تمام دنیا میں تجھے شہرت دیں گے اور تیرا نام تمام دیار میں بلند کیا جائیگا اور کوئی نہیں ہوگا جو تیرے نام سے بے خبر رہے۔ یہ اُس وقت کی پیشگوئی ہے جبکہ اس قصبہ میں بھی سب لوگ مجھے نہیں جانتے تھے۔ اور پھر دوسری پیشگوئی اسی کے ساتھ ہے اور وہ یہ کہ لوگ دُور دراز ملکوں سے تحف تحائف تجھے بھیجیں گے اور دُور دُور سے چلے آئیں گے یہ بھی اس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ دس کوس سے بھی میرے پاس کوئی نہیں آتا تھا اور نہ کوئی ایک پیسہ بطور تحفہ بھیجتا تھا اب اس طرح پر یہ پیشگوئیاں پوری ہوئیں کہ ہزارہا کوس سے لوگ آتے ہیں اور ہزارہا روپیہ سے مدد کرتے ہیں اور ایک دنیا میں خدا نے شہرت دیدی اور کوئی قوم بے خبر نہیں رہی۔ والحمد للہ علی ذالک۔ منہ

یہ حوالہ صفحہ 03 پر درج ہے

اربعین صفحہ 9 جلد 2 روحانی خزائن صفحہ 351 جلد 17 از مرزا غلام احمد صاحب

ولتستبین سبیل المجرمین ۔ قل انی امرت و انا اول المومنین ۔ ھو الذی ارسل
رسوله بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ۔ وکنتم علی شفا حفرۃ فانقذکم
منھا۔ وکان امر اللہ مفعولا ۔ لا مبدّل لکلمٰت اللہ ۔ انا کفینٰک المستھزئین
ھٰذا من رحمت ربک یتم نعمتہ علیک لتکون اٰیۃ للمؤمنین ۔ قل ان
کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۔ قل عندی شھادۃ من اللہ فھل
انتم مومنون ۔ قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مسلمون ۔ وقل اعملوا
علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون ۔ عسٰی ربکم ان یرحمکم و ان
عدتم عدنا وجعلنا جھنّم للکافرین حصیرا ۔ یخوفونک من دونہ ۔ انک
باعیننا سمیتک المتوکل ۔ یحمدک اللہ من عرشہ ۔ نحمدک ونصلّی ۔
یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولوکرہ الکافرون
سنلقی فی قلوبھم الرعب ۔ اذا جاء نصر اللہ و الفتح و انتھی امر الزمان
الینا الیس ھٰذا بالحق ۔ وقالوا ان ھٰذا الا اختلاق ۔ قل اللہ ثمّ
ذرھم فی خوضھم یلعبون ۔ قل ان افتریته فعلی اجرامی ۔ ومن اظلم
ممن افترٰی علی اللہ کذبا ۔ واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک
انی معک فکن معی اینما کنت ۔ کن مع اللہ حیثما کنت ۔ اینما تولوا
فثم وجہ اللہ ۔ کنتم خیر اُمّۃ اخرجت للناس و افتخارًا للمومنین
ولا تیئس من روح اللہ الا ان روح اللہ قریب الا انّ نصر اللہ قریب
یاتیک من کل فج عمیق ۔ یاتون من کل فج عمیق ۔ ینصرک اللہ من
عندہ ۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء ۔ انی منجیک من الغم
وکان ربّک قدیرًا ۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا فتح الولی فتح و قربناہ
نجیّا ۔ اشجع الناس ۔ ولو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ ۔ انار اللہ برھانہ

یہ حوالہ صفحہ 03 پر درج ہے

اربعین صفحہ 10 جلد 2 روحانی خزائن صفحہ 352 جلد 17 از مرزا غلام احمد صاحب

صفحہ ۱۹۰

علمائے ہند کی خدمت میں نیاز نامہ

ص۱۹۰ اے برادران دین و علمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالےٰ سے پا کر **براھین احمدیہ** کے کئی مقامات پر بتصریح درج کر دیا تھا جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذّاب ہے۔ بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادت اور
ص۱۹۱ اخلاق وغیرہ کے خدائے تعالےٰ نے میری فطرت میں بھی رکھی ہیں اور دوسرے کئی امور میں جن کی تصریح انہیں رسالوں میں کر چکا ہوں میری زندگی کو مسیح ابن مریم کی زندگی سے اشد مشابہت ہے اور یہ بھی میری طرف سے کوئی نئی بات ظہور میں نہیں آئی کہ میں نے ان رسالوں میں اپنے تئیں وہ موعود ٹھہرایا ہے جس کے آنے کا قرآن شریف میں اجمالاً اور احادیث میں تصریحاً بیان کیا گیا ہے کیونکہ میں تو پہلے بھی براہین احمدیہ میں بتصریح لکھ چکا ہوں کہ میں وہی مثیل موعود ہوں جس کے آنے کی خبر روحانی طور پر قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں پہلے سے وارد ہو چکی ہے۔ تعجب کہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی اپنے رسالہ **اشاعۃ السنّۃ** نمبر ۶ جلد سات میں جس میں براہین احمدیہ کا ریویو لکھا ہے ان تمام الہامات کی اگرچہ ایمانی طور پر نہیں مگر امکانی طور پر تصدیق کر چکے اور بدل و جان مان چکے ہیں مگر پھر بھی سنا جاتا ہے کہ حضرت مولوی صاحب موصوف کو بھی اور لوگوں کا شور اور غوغا دیکھ کر

یہ حوالہ صفحہ 04 پر درج ہے

ازالہ اوہام (اول) صفحہ 190 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 192 از مرزا صاحب

وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تُو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے۔ تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے کمال سادگی سے میں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھولدی تو میں اس عقیدہ سے باز آگیا۔ میں نے بجز کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا اس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تُو ہی کسر صلیب کریگا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تُو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله[1] تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔

پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بیخبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدّ و مدّ سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گذر گئے۔ تب وہ وقت آگیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دیجائے تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔

پس جب اس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدع بما تؤمر یعنے جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھولکر لوگوں کو سُنا دے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روز روشن

[1] الصف : ۱۰

یہ حوالہ صفحہ 04,05 پر درج ہے

اعجاز احمدی صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 113 از مرزا غلام احمد صاحب

نے خود اپنے اس قصہ کی مثال یونس کے قصہ سے دی اور ظاہر ہے کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں مرا نہیں تھا پس اگر مسیح مرگیا تھا تو یہ مثال صحیح نہیں ہو سکتی بلکہ ایسی مثال دینے والا ایک سادہ لوح آدمی ٹھیرتا ہے جس کو یہ بھی خبر نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مشابہت امر ضروری ہے۔

غرض اس مرہم کی تعریف میں اس قدر لکھنا کافی ہے کہ مسیح تو بیماروں کو اچھا کرتا تھا۔ مگر اس مرہم نے مسیح کو اچھا کیا۔ انجیلوں سے یہ پتہ بھی بخوبی ملتا ہے کہ انہیں زخموں کی وجہ سے حضرت مسیح پلاطوس کی بستی میں چالیس دن تک برابر ٹھیرے اور پوشیدہ طور پر یہی مرہم اُن کے زخموں پر لگتی رہی آخر اللہ تعالےٰ نے اسی سے اُن کو شفا بخشی۔ اس مدت میں زیرک طبع حواریوں نے یہی مصلحت دیکھی کہ جاہل یہودیوں کو تلاش اور جستجو سے باز رکھنے کے لئے اور نیز اُن کا پُر کینہ جوش فرو کرنے کی غرض سے پلاطوس کی بستیوں میں مشہور کر دیں کہ یسوع مسیح آسمان پر معہ جسم اُٹھایا گیا اور فی الواقعہ انہوں نے یہ بڑی دانائی کی کہ یہودیوں کے خیالات کو اور طرف لگا دیا اور اس طرف پہلے سے یہ انتظام ہو چکا تھا اور بات پختہ ہو چکی تھی کہ فلاں تاریخ پلاطوس کی عملداری سے یسوع مسیح باہر نکل جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور حواری اُن کو کچھ دُور تک سڑک پر چھوڑ آئے اور حدیث صحیح سے جو طبرانی میں ہے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس واقعہ کے بعد ستاسی برس زندہ رہے اور ان برسوں میں انہوں نے بہت سے ملکوں کی سیاحت کی اسی لئے اُن کا نام مسیح ہوا۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ وہ اس سیاحت کے زمانہ میں تبت میں بھی آئے ہوں جیسا کہ آجکل بعض انگریزوں کی تحریروں سے سمجھا جاتا ہے ڈاکٹر برنیر اور بعض دوسرے یوروپین عالموں کی یہ رائے ہے کہ کچھ تعجب نہیں کہ کشمیر کے مسلمان باشندہ دراصل یہود ہوں۔ پس یہ رائے بھی کچھ بعید نہیں کہ حضرت مسیح انہیں لوگوں کی طرف آئے ہوں اور پھر تبت کی طرف رُخ کر لیا ہو اور کیا تعجب کہ حضرت مسیح کی قبر کشمیر٭ یا اس کے نواح میں ہو۔ یہودیوں کے ملکوں سے ان کا نکلنا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ نبوت ان کے خاندان سے خارج ہو گئی۔ جو لوگ اپنی قوت عقلیہ سے کام لینا نہیں چاہتے اُن کا مُنہ بند کرنا مشکل ہے مگر مرہم حواریین نے اس بات کا صفائی سے فیصلہ کر دیا کہ

٭ حاشیہ در حاشیہ ڈاکٹر برنیر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ "کشمیر میں یہودیت کی بہت سی علامتیں پائی جاتی ہیں چنانچہ پیر پنجال سے گذر کر جب میں اس ملک میں داخل ہوا تو دیہات کے باشندوں کی صورتیں یہود کی سی دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی۔ ان کی صورتیں اور ان کے طور طریق اور وہ ناقابل بیان خصوصیتیں جن سے ایک سیاح مختلف اقوام کے لوگوں کی خود بخود شناخت اور تمیز کر سکتا ہے۔ سب یہودیوں

یہ حوالہ صفحہ 06 پر درج ہے

ست بچن صفحہ 176، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 302 از مرزا غلام احمد صاحب

کشمیر جنّت نظیر میں اُن کو پہنچا دیا۔ سو انہوں نے سچائی کے لئے صلیب سے پیار کیا۔ اور اِس طرح اُس پر چڑھ گئے جیسا کہ ایک بہادر سوار خوش عنان گھوڑے پر چڑھتا ہے۔ سو ایسا ہی مَیں بھی مخلوق کی بھلائی کے لئے صلیب سے پیار کرتا ہوں۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ جس طرح خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے حضرت مسیح کو صلیب سے بچالیا۔ اور انکی تمام رات کی دُعا جو باغ میں کی گئی تھی قبول کر کے اُنکو صلیب اور صلیب کے نتیجوں سے نجات دی۔ ایسا ہی مجھے بھی بچائے گا۔ اور حضرت مسیح صلیب سے نجات پاکر نصیبین کی طرف آئے اور پھر افغانستان کے مُلک میں ہوتے ہوئے کوہ نعمان میں پہنچے۔ اور جیسا کہ اُس جگہ شہزادہ نبی کا چبوترہ ابتک گواہی دے رہا ہے۔ وُہ ایک مُدت تک کوہ نعمان میں رہے۔ اور پھر اس کے بعد پنجاب کی طرف آئے۔ آخر کشمیر میں گئے اور کوہ سلیمان پر ایک مُدت تک عبادت کرتے رہے۔ اور سکھوں کے زمانہ تک اُن کی یادگار کا کوہ سلیمان پر کتبہ موجود تھا آخر سرینگر میں ایک سو پچیس برس کی عمر میں وفات پائی اور خان یار کے محلہ کے قریب آپ کا مُقدس مزار ہے۔ غرض جیسا کہ اس نبی نے سچائی کے لئے صلیب کو قبول کیا ایسا ہی مَیں بھی قبول کرتا ہوں۔ اگر اس جلسہ کے بعد جس کی گورنمنٹ محسنہ کو ترغیب دیتا ہوں ایک سال کے اندر میرے نشان تمام دُنیا پر غالب نہ ہوں تو مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ مَیں راضی ہوں کہ اِس جُرم کی سزا میں سُولی دیا جاؤں اور میری ہڈیاں توڑی جائیں۔ لیکن وُہ خدا جو آسمان پر ہے جو دِل کے خیالات کو جانتا ہے جس کے الہام سے مَیں نے اِس عریضہ کو لکھا ہے۔ وُہ میرے ساتھ ہوگا۔ اور میرے ساتھ ہے۔ وُہ مجھے اِس گورنمنٹ عالیہ اور قوموں کے سامنے شرمندہ نہیں کریگا۔ اُسی کی رُوح ہے جو میرے اندر بولتی ہے۔ مَیں نہ اپنی طرف سے بلکہ اُس کی طرف سے یہ پیغام پہنچا رہا ہوں تا سب کچھ جو اتمام حُجت کیلئے چاہیئے

یہ حوالہ صفحہ 06 پر درج ہے

تریاق القلوب صفحہ 371، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 499 از مرزا غلام احمد صاحب

کرتے کرتے اس کے منہ پر آنسو رواں ہو گئے اور وہ آنسو پانی کی طرح اس کے رخساروں پر بہنے
لگے اور وہ سخت رویا اور سخت دردناک ہوا تب اس کے تقویٰ کی وجہ سے اس کی دعا سنی گئی ص۲۷
اور خدا کے فضل نے کچھ اسباب پیدا کر دئے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اتارا گیا اور پھر پوشیدہ طور
پر باغبانوں کی شکل بنا کر اس باغ سے جہاں وہ قبر میں رکھا گیا تھا باہر نکل آیا اور خدا کے حکم سے
دوسرے ملک کی طرف چلا گیا اور ساتھ ہی اس کی ماں گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ اٰوَیۡنٰہُمَاۤ
اِلٰی رَبۡوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیۡنٍ[1] یعنی اس مصیبت کے بعد جو صلیب کی مصیبت تھی ہم نے مسیح اور
اس کی ماں کو ایسے ملک میں پہنچا دیا جسکی زمین بہت اونچی تھی اور صاف پانی تھا اور بڑے آرام کی
جگہ تھی ۔ اور احادیث میں آیا ہے ۔ کہ اس واقعہ کے بعد عیسیٰ ابن مریم نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی
اور پھر فوت ہو کر اپنے خدا کو جا ملا اور دوسرے عالم میں پہنچ کر یحییٰ کا ہمنشین ہوا کیونکہ اسکے واقعہ اور یحییٰ
نبی کے واقعہ کو باہم مشابہت تھی ۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ نیک انسان تھا اور نبی تھا مگر اسے
خدا کہنا کفر ہے ۔ لاکھوں انسان دنیا میں ایسے گذر چکے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے ۔ خدا کسی کے
برگزیدہ کرنے میں کبھی نہیں تھکا اور نہ تھکے گا (۶) چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
قیصر روم کی عملداری کے ماتحت مبعوث ہوئے تھے ۔ (۷) ساتویں خصوصیت یہ کہ رومی سلطنت کو
مذہب عیسوی سے مخالفت تھی مگر آخیری نتیجہ یہ ہوا کہ مذہب عیسائی قیصری قوم میں گھس گیا یہاں تک
کہ کچھ مدت کے بعد خود قیصر روم عیسائی ہو گیا (۸) آٹھویں خصوصیت یہ ہے کہ یسوع مسیح کے وقت
میں جس کو اہل اسلام عیسیٰ کہتے ہیں ایک نیا ستارہ نکلا تھا (۹) نویں خصوصیت یہ ہے کہ جب
اس کو صلیب پر چڑھایا گیا تو سورج کو گرہن لگا تھا ۔ (۱۰) دسویں خصوصیت یہ ہے کہ اس کو دکھ دینے
کے بعد یہودیوں میں سخت طاعون پھیلی تھی ۔ (۱۱) گیارھویں خصوصیت یہ ہے کہ اس پر مذہبی تعصب
سے مقدمہ بنایا گیا اور یہ بھی ظاہر کیا گیا ۔ کہ وہ سلطنت روم کا مخالف اور بغاوت پر آمادہ
ہے ۔ (۱۲) بارھویں خصوصیت یہ ہے کہ جب وہ صلیب پر چڑھایا گیا تو اسکے ساتھ ایک چور بھی
صلیب پر لٹکایا گیا (۱۳) تیرھویں خصوصیت یہ ہے کہ جب پیلاطوس کے سامنے سزائے موت
کے لئے پیش کیا گیا ۔ تو پیلاطوس نے کہا ۔ کہ میں اس کا کوئی گناہ نہیں پاتا ۔ (۱۴) چودھویں خصوصیت یہ کہ ص۲۸
اگرچہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا ۔ مگر ان کے سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا

[1] المؤمنون : ۵۱

یہ حوالہ صفحہ 06 پر درج ہے

تذکرۃ الشہادتین صفحہ 29 ، مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 29 از مرزا صاحب

نور افشاں مطبوعہ ۲۳ اپریل کا اعتراض

پرچہ نور افشاں میں مسیح کے صعود کی نسبت یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ مسیح کے صعود کی نسبت گیارہ شاگرد چشم دید گواہ موجود ہیں جنہوں نے اسے آسمان کو جہاں تک حد نظر ہے جاتے دیکھا۔ چنانچہ معترض صاحب نے اپنے دعوے کی تائید میں رسولوں کے اعمال باب اوّل کی یہ آیتیں پیش کی ہیں

(۳) اُن پر (یعنی اپنے گیارہ شاگردوں پر) اُس نے (یعنی مسیح نے) اپنے مرنے کے پیچھے آپ کو بہت سی قوی دلیلوں سے زندہ ثابت کیا کہ وہ چالیس دن تک انہیں نظر آتا رہا اور خدا کی بادشاہت کی باتیں کہتا رہا۔ اور اُن کے ساتھ ایک جا ہو کے حکم دیا کہ یروشلم سے باہر نہ جاؤ۔ . . . . اور وہ یہ کہہ کے اُن کے دیکھتے ہوئے اُوپر اُٹھایا گیا اور بدلی نے اُن کی نظروں سے چھپا لیا۔ اور اس کے جاتے ہوئے جب وے آسمان کی طرف تک رہے تھے دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ہوئے اُن کے پاس کھڑے تھے (۱۱) اور کہنے لگے اے جلیلی مردو تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اُسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آوے گا۔

اب پادری صاحب صرف اس عبارت پر خوش ہو کر سمجھ بیٹھے ہیں کہ درحقیقت اسی جسم خاکی کے ساتھ مسیح اپنے مرنے کے بعد آسمان کی طرف اُٹھایا گیا لیکن انہیں معلوم رہے کہ یہ بیان لوقا کا ہے جس نے نہ مسیح کو دیکھا اور نہ اس کے شاگردوں سے کچھ سُنا پھر ایسے شخص کا بیان کیونکر قابل اعتبار ہو سکتا ہے جو شہادت رویت نہیں اور نہ کسی دیکھنے والے کے نام کا اُس میں حوالہ ہے۔ ماسوا اس کے یہ بیان سراسر غلط فہمی سے بھرا ہوا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔ بلکہ اسی باب کی تیسری آیت ظاہر کر رہی ہے

یہ حوالہ صفحہ 06 پر درج ہے

ذات کی نسبت منسوب کر لیا جیسا کہ وہ آیت حضرت عیسٰی علیہ السلام کیطرف منسوب تھی اور منسوب کرنے کے وقت یہ نہ فرمایا کہ اس آیت کو جب حضرت عیسٰی کی طرف منسوب کریں تو اسکے اور معنے ہونگے اور جب میری طرف منسوب ہو تو اسکے اور معنے ہیں۔ حالانکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت میں کوئی معنوی تغییر و تبدیل ہوتی تو رفع فتنہ کے لئے یہ عین فرض تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس تشبیہ و تمثیل کے موقعہ پر فرما دیتے کہ میرے اس بیان سے کہیں یوں نہ سمجھ لینا کہ جس طرح میں قیامت کے دن فلما توفیتنی کہکر جناب الٰہی میں ظاہر کرونگا کہ بگڑنے والے لوگ میری وفات کے بعد بگڑے۔ اسی طرح حضرت مسیح بھی فلما توفیتنی کہکر یہی کہیں گے کہ میری وفات کے بعد میری اُمت کے لوگ بگڑے کیونکہ فلما توفیتنی سے مَیں تو اپنا وفات پانا مراد رکھتا ہوں لیکن مسیح کی زبان سے جب فلما توفیتنی نکلیگا تو اس سے وفات پانا مراد نہیں ہوگا بلکہ زندہ اُٹھایا جانا مراد ہوگا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرق کرکے نہیں دکھلایا جس سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں موقعوں پر ایک ہی معنے مُراد لئے ہیں۔ پس اب ذرہ آنکھ کھولکر دیکھ لینا چاہیئے کہ جبکہ فلما توفیتنی کے لفظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسٰے دونوں شریک ہیں گویا یہ آیت دونوں کے حق میں وارد ہے تو اس آیت کے خواہ کوئی معنے کرو دونوں اس میں شریک ہوں گے۔ سو اگر تم یہ کہو کہ اس جگہ توفّی کے معنے زندہ آسمان پر اُٹھایا جانا مراد ہے تو تمہیں اقرار کرنا پڑے گا کہ اس زندہ اُٹھائے جانے میں حضرت عیسٰی کی کچھ خصوصیت نہیں بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں۔ کیونکہ آیت میں دونوں کی مساوی شراکت ہے۔ لیکن یہ تو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ آسمان پر نہیں اُٹھائے گئے بلکہ وفات پاگئے ہیں اور مدینہ منورہ میں آپ کی قبر مبارک موجود ہے تو پھر اس سے تو بہرحال ماننا پڑا کہ حضرت عیسٰی بھی وفات پا گئے ہیں۔ اور لطف تو یہ کہ حضرت عیسٰی کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے اور ہم زیادہ صفائی کے لئے اس جگہ حاشیہ میں اخویم حِبّی فی اللہ سیّد مولوی محمد السعیدی طرابلسی کی شہادت درج کرتے ہیں اور وہ طرابلس بلاد شام کے رہنے والے ہیں اور انہیں کی حدود میں حضرت

یہ حوالہ صفحہ 06 پر درج ہے

اتمام الحجہ صفحہ 24، مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 296، از مرزا غلام احمد صاحب

نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اسکے کوئی نبی نہیں مگر وُہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں۔ جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔ سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا۔ یہی بھید ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا یعنی وُہ میں ہی ہوں۔ اور اسمیں دوئی نہیں آئی۔ اور تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے اور کشمیر سری نگر محلہ خان یار ✤ میں اُسکی قبر ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں اس کے مرجانے کی خبر دی ہے۔ اور اگر اس آیت کے اور معنے ہیں تو عیسیٰ بن مریم کی موت کی قرآن میں کہاں خبر ہے؟ مرنے کے متعلق جو آیتیں ہیں اگر وہ اور معنی رکھتی ہیں جیسا کہ ہمارے مخالف سمجھتے ہیں۔ تو گویا قرآن نے اسکے مرنے کا کہیں ذکر نہیں کیا کہ وہ کسی وقت مریگا بھی۔ خدا نے ہمارے نبی کے مرنے کی خبر دی۔ مگر سارے قرآن میں عیسیٰ کے مرنے کی خبر نہ دی۔ اسمیں کیا راز ہے؟ اور اگر کہو کہ عیسیٰ کے مرنے کی اس آیت میں خبر ہے کہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ[1]* سو یہ آیت تو صاف دلالت کرتی ہے کہ وہ عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے مر چکے ہیں۔ غرض اگر آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ کے یہ معنے ہیں کہ مع جسم زندہ عیسیٰ کو آسمان پر اُٹھا لیا تو کیوں خدا نے ایسے شخص کی موت کا سارے قرآن میں ذکر نہیں کیا جس کی زندگی

✤ عیسائی محققوں نے اسی راز کو ظاہر کیا ہے۔ دیکھو کتاب سوپر نیچرل ریلیجن صفحہ ۵۲۲۔ اگر تفصیل چاہتے ہو تو ہماری کتاب تحفہ گولڑویہ کا صفحہ ۱۳۹ دیکھ لو۔ منہ

* اسی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔ کیونکہ اگر وہ دنیا میں آنے والے ہوتے تو اس صورت میں یہ جواب حضرت عیسیٰ کا محض جھوٹ ٹھہرتا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں۔ جو شخص دوبارہ دنیا میں آیا اور چالیس برس رہا اور کروڑہا عیسائیوں کو دیکھا جو اُسکو خدا جانتے تھے اور صلیب کو توڑا اور تمام عیسائیوں کو مسلمان کیا وہ کیونکر قیامت کو جناب الٰہی میں یہ عذر کر سکتا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں۔ منہ

[1] المائدۃ : ۱۱۸

یہ حوالہ صفحہ 06 پر درج ہے

کشتی نوح صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 16 از مرزا غلام احمد صاحب

اور رحم سے ہمیں امید ہے کہ تو ہم غریبوں پر ظلم نہ ہونے دیگا۔

جعفر نے اس رقت بھرے دل سے اس تقریر کو ادا کیا کہ نجاشی پر اُس کا بہت اثر ہوا اور اُس کا دل اُس رسُول عربی کی کچھ تعلیم سننے کا آرزومند ہوا۔ اُس نے جعفر کو کہا کہ جو کلام تمہارے نبی پر اترا ہے اس میں سے بھی کچھ پڑھ کر سناؤ۔ تب جعفر نے سورۂ مریم کی چند ابتدائی آیتیں جو ولادت مسیح کے باب میں تھیں پڑھ کر سُنائیں۔*

ان آیتوں کو سُن کر نیک دل شاہ حبش کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور دل سوزاں وہ بول اٹھا کہ یہ اُسی نور کی شعاعیں ہیں جس کا جلوہ موسیٰ پر ہوا تھا یہ کہہ کر اس نے مظلوم مسلمانوں کو دشمنوں کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ بار بار جعفر سے پوچھتا تھا کہ تم مسیح کی نسبت کیا عقیدہ رکھتے ہو۔ جعفر کہتے کہ وہ ایک برگزیدہ بندۂ خدا تھا جسے اللہ نے اپنا نبی اور رسول بنا کر بنی اسرائیل کے لئے بھیجا تھا۔ ص ۲۵۱

*حاشیہ۔ میں نے یہ بھی ایک روایت میں دیکھا ہے کہ کفار قریش نے شاہ حبش کو افروختہ کرنے کے لئے یہ بھی اس کے آگے کہہ دیا تھا کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ کو گالیاں دیتے اور توہین کرتے ہیں اور اُن کا وہ درجہ نہیں مانتے جو آپ کے نزدیک مسلّم ہے مگر نجاشی نے جس کو حق کی خوشبو آرہی تھی ان لوگوں کی شکایت کی طرف کچھ توجہ نہ کی مجھے تعجب ہے کہ وہی شکایتیں جو کفار قریش نے حضرت مسیح کا نام لے کر مسلمانوں کو گرفتار کرانے کے لئے نجاشی کے سامنے کی تھیں بعینہٖ وہ تہمتیں اس وقت کے مخالف مسلمان ہم پر کر رہے ہیں اگر ہم نے یہ کہا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں تو اس میں ہمارا کیا گناہ ہے؟ ہمارے وجود سے صدہا برس پہلے خدا تعالیٰ اُن کی موت قرآن شریف میں ظاہر کر چکا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات میں اُن کو فوت شدہ نبیوں میں دیکھ چکے ہیں۔ عجیب تر تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب اُن کی موت کے قائل بھی ہو چکے ہیں اور کتاب تاریخ طبری کے صفحہ ۷۳۹ میں ایک بزرگ کی روایت سے حضرت عیسیٰ کی قبر کا بھی حوالہ دیا ہے جو ایک جگہ دیکھی گئی یعنی ایک قبر پر پتھر پایا جس پر یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ عیسیٰ کی قبر ہے۔ یہ قصہ ابن جریر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے جو نہایت معتبر اور ائمہ حدیث میں سے ہے مگر افسوس کہ پھر بھی متعصب لوگ حق کو قبول نہیں کرتے۔ منہ مؤلف ہٰذا الکتاب

یہ حوالہ صفحہ 06 پر درج ہے

وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں جبتک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تُو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہوگیا ہے۔ تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اِسی وجہ سے کمال سادگی سے میں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھولدی تو میں اس عقیدہ سے باز آگیا۔ میں نے بجز کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہوگیا اور مجھے نُور سے بھر دیا اُس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تُو ہی کسر صلیب کریگا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تُو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله[1] تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھدیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔

پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بیخبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گذر گئے۔ تب وہ وقت آگیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھولدی جائے تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔

پس جب اس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدع بما تؤمر یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سنادے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روزِ روشن

[1] الصف : ۱۰

یہ حوالہ صفحہ 06,07 پر درج ہے

اعجاز احمدی صفحہ 9، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 113 از مرزا غلام احمد صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ

اشتہار

کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے جس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں منجانب اللہ اور سچا مذہب جس کے ذریعہ سے انسان خدا تعالیٰ کو ہر یک عیب اور نقص سے بری سمجھ کر اس کی تمام پاک اور کامل صفتوں پر دلی یقین سے ایمان لاتا ہے وہ فقط **اسلام** ہے جس میں سچائی کی برکتیں آفتاب کی طرح چمک رہی ہیں اور صداقت کی روشنی دن کی طرح ظاہر ہو رہی ہے اور دوسرے تمام مذاہب ایسے بدیہی البطلان ہیں کہ نہ ان کی **تعلیمات** سے ان کے اصول صحیح اور درست ثابت ہوتے ہیں اور نہ ان پر چلنے سے ایک ذرہ روحانی برکت اور قبولیت الٰہی مل سکتی ہے بلکہ ان کی پابندی سے انسان نہایت درجہ کا سیاہ باطن اور سیاہ دل ہو جاتا ہے جس کی شقاوت پر اسی جہان میں نشانیاں پیدا ہو جاتی ہیں

اس کتاب میں دین اسلام کی سچائی کو دو طرح پر ثابت کیا گیا ہے (۱) **اول** تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان و شوکت و قدر و منزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اسے دس ہزار روپیہ دینے کا اشتہار دیا ہوا ہے اگر کوئی چاہے تو اپنی تسلی کے لئے عدالت میں رجسٹری بھی کرا لے (۲) **دوم** ان آسمانی نشانوں سے کہ جو سچے دین کی کامل سچائی ثابت ہونے کے لئے ازبس ضروری ہیں۔ اس امر دوم میں مؤلف نے اس غرض سے کہ سچائی دین اسلام کی آفتاب کی طرح روشن ہو جائے تین قسم کے نشان ثابت کر کے دکھلائے ہیں۔ اول وہ نشان کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مخالفین نے خود حضرت ممدوح کے ہاتھ سے اور آنجناب کی دعا اور توجہ اور برکت سے ظاہر ہوتے دیکھے جن کو مؤلف یعنی اس خاکسار نے تاریخی طور پر ایک اعلیٰ درجہ کے ثبوت سے مخصوص و ممتاز کر کے درج کتاب کیا ہے۔ دوم وہ نشان کہ جو خود قرآن شریف کی ذات بابرکات میں دائمی اور ابدی اور بے مثل طور پر پائے جاتے ہیں جن کو راقم نے بیان شافی اور کافی سے ہر یک خاص و عام پر کھول دیا ہے اور کسی نوع کا عذر کسی کے لئے باقی نہیں رکھا۔ سوم وہ نشان کہ جو کتاب اللہ کی پیروی اور متابعت رسول برحق سے کسی شخص تابع کو بطور وراثت ملتے ہیں جن کے اثبات میں اس بندہ درگاہ نے بفضل خداوند حضرت قادر مطلق یہ بدیہی ثبوت دکھلایا ہے کہ بہت سے سچے الہامات اور خوارق اور کرامات اور اخبار غیبیہ اور اسرار لدنیہ اور کشوف صادقہ اور دعائیں قبول شدہ کہ جو خود اس خادم دین سے صادر ہوئے ہیں اور جن کی صداقت پر بہت سے مخالفین مذہب (آریوں وغیرہ) بشہادت رویت گواہ ہیں کتاب موصوفہ میں درج کئے ہیں اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ **مجدد** وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے اور اس کو خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بُعد و حرمان ہے۔ یہ سب ثبوت کتاب **براہین احمدیہ** کے پڑھنے سے کہ جو منجملہ تین سو جزو کے قریب ۳۷ جزو تک چھپ چکی ہے ظاہر ہوتے ہیں اور طالب حق کے لئے خود مصنف پوری پوری تسلی و تشفی کرنے کو ہر وقت مستعد اور حاضر ہے۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ولا فخر والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ اور اگر اس **اشتہار** کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمام حجت ہے جس کا خدا تعالیٰ کے روبرو اس کو جواب دینا پڑے گا۔ بالآخر اس اشتہار کو اس دعا پر ختم کیا جاتا ہے کہ اے خداوند کریم تمام قوموں کے مستعد دلوں کو ہدایت بخش کہ تا تیرے رسول مقبول افضل الرسل **محمد مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم اور تیرے کامل و مقدس کلام **قرآن شریف** پر ایمان لاویں اور اس کے حکموں پر چلیں تا ان تمام برکتوں اور سعادتوں اور حقیقی خوشحالیوں سے متمتع ہو جاویں کہ جو سچے مسلمان کو دونوں جہانوں میں ملتی ہیں اور اس جاودانی نجات اور حیات سے بہرہ ور ہوں کہ جو نہ صرف عقبیٰ میں حاصل ہو سکتی ہے بلکہ سچے راستباز اسی دنیا میں اس کو پاتے ہیں **بالخصوص** قوم **انگریز** جنہوں نے ابھی تک اس آفتاب صداقت سے کچھ روشنی حاصل نہیں کی اور جس کی شائستہ اور مہذب اور رحم دل **گورنمنٹ** نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دنیا و دین کے لئے دلی جوش سے بہبودی و سلامتی چاہیں تا ان کے گورے و سپید منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔ فنسأل اللہ تعالیٰ خیرھم فی الدنیا والآخرة اللّٰھم اھدھم وایدھم بروح منک واجعل لھم حظًا کثیرًا فی دینک واجذبھم بحولک وقوتک لیؤمنوا بکتابک ورسولک ویدخلوا فی دین اللّٰہ افواجًا۔ آمین ثم آمین۔ الحمد للہ رب العالمین۔

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب

(بیس ہزار اشتہار چھاپا گیا)

یہ حوالہ صفحہ 07 پر درج ہے

سرمہ چشم آریہ اشتہار صفحہ 270 کے بعد، مندرجہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 318 کے بعد اشتہار از مرزا غلام احمد صاحب

کے لئے ہمیشہ اور ہر دم کے لئے اُس کا قرین اور مصاحب مقرر کرے تا وہ اُس کے ایمان کی پختگی کے فکر میں رہیں اور ہر وقت اُس کے خون اور اُس کے دل اور دماغ اور رگ و ریشہ میں اور آنکھوں اور کانوں میں گھس کر طرح طرح کے وساوس ڈالتے رہیں۔ **اور ہدایت کرنے کا ایسا قرین جو ہر دم انسان کے ساتھ رہ سکے ایک بھی انسان کو نہ دیا جائے۔** یہ اعتراض درحقیقت اُن کے عقیدہ مذکورہ بالا سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ ایک طرف تو یہ لوگ بموجب آیت **وما منّا الّا لہٗ مقام معلوم** یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت جبرائیل اور عزرائیل یعنی ملک الموت کا مقام آسمان پر مقرر ہے جس مقام سے وہ نہ ایک بالشت نیچے اُتر سکتے ہیں نہ ایک بالشت اُوپر چڑھ سکتے ہیں اور پھر باوجود اس کے اُن کا زمین پر

بقیہ حاشیہ

ان دونوں حضرتوں کے نزدیک قابل اعتبار نہیں ہوں گی کیونکہ وحی کی روشنی سے خالی ہیں اور اُن کے نزدیک اُن دنوں میں خوابوں کا سلسلہ بھی بکلّی بند تھا۔

اب **منصفو!** دیکھو کہ کیا ان دونوں **شیخوں** کی بے ادبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت انتہا کو پہنچ گئی یا نہیں۔ وہ **آفتاب صداقت** جس کا کوئی دل کا خطرہ بھی بغیر وحی کی تحریک کے نہیں اُس کے بارے میں اِن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ گویا وہ نعوذ باللہ مدّتوں ظلمت میں بھی پڑا رہتا تھا اور اُس کے ساتھ کوئی روشنی نہ تھی۔ اِس عاجز کو اپنے **ذاتی تجربہ** سے یہ معلوم ہے کہ **رُوح القدس کی قدسیّت** ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے اور وہ بغیر رُوح القدس اور اُس کی تاثیر **قدسیّت** کے ایک دم بھی اپنے تئیں ناپاکی سے بچا نہیں سکتا۔ اور انوار دائمی اور استقامت دائمی اور محبّت دائمی اور عصمت دائمی اور برکات دائمی کا بھی سبب ہوتا ہے کہ رُوح القدس

بٹالوی اور شیخ دہلوی نے آنحضرت صلعم کی جناب میں سخت بے ادبی کی ہے کہ آنحضرت صلعم کا روح القدس سے بعض اوقات میں بکلّی علیحدہ ہونا تجویز کیا ہے مگر حضرت عیسیٰ کی نسبت یہ تجویز نہیں کیا یہ ان کے علم اور معرفت کا ایک نمونہ ہے۔

یہ حوالہ صفحہ 07 پر درج ہے

آئینہ کمالات اسلام صفحہ 93 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 93 از مرزا غلام احمد صاحب

کے وقت میں آخرت کی تن آسانی کا ایک حیلہ سوچ کر مسجد بنوانے اور بہشت میں بنا بنایا گھر لینے کا لالچ پیدا ہو جاتا ہے اور حقیقی نیکی پر ان کی ہمدردی کا یہ حال ہے کہ اگر کشتی دین کی ان کی نظر کے سامنے ساری کی ساری ڈوب جائے یا تمام دین ایک دفعہ ہی تباہ ہو جائے تب بھی اُن کے دل کو ذرا لرزہ نہیں آتا اور دین کے رہنے یا جانے کی کچھ بھی پروا نہیں رکھتے۔ اگر درد ہے تو دنیا کا۔ اگر فکر ہے تو دُنیا کا اگر عشق ہے تو دُنیا کا۔ اگر سودا ہے تو دُنیا کا اور پھر دنیا بھی جیسا کہ دوسری قوموں کو حاصل ہے حاصل نہیں ہر یک شخص جو قوم کی اصلاح کے لئے کوشش کر رہا ہے وہ ان لوگوں کی لا پروائی سے نالاں اور گریاں ہی نظر آتا ہے اور ہر یک طرف سے یا حسرتا علی القوم کی ہی آواز آتی ہے اوروں کی کیا کہیں ہم آپ ہی سناتے ہیں۔

ہم نے صدہا طرح کا فتور اور فساد دیکھ کر کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا تھا اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کو فی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن دکھلایا گیا چونکہ یہ مخالفین پر فتح عظیم اور مومنین کے دل و جان کی مراد تھی اس لئے امراء اسلام کی عالی ہمتی پر بڑا بھروسا تھا جو وہ ایسی کتاب لاجواب کی بڑی قدر کریں گے اور جو مشکلات اس کی طبع میں پیش آرہی ہیں۔ اُن کے دور کرنے میں بدل و جان متوجہ ہو جائیں گے مگر کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کیا تحریر میں لاویں اللہ المستعان وَاللّٰہُ خَیرٌ وَّ اَبْقٰی !!

بعض صاحبوں نے قطع نظر اعانت سے ہم کو سخت تفکر اور تردد میں ڈال دیا ہے ہم نے پہلا حصہ جو چھپ چکا تھا اُس میں سے قریب ایک سو پچاس جلد کے بڑے بڑے امیروں اور دولت مندوں اور رئیسوں کی خدمت میں بھیجی تھیں اور یہ امید کی گئی تھی جو امراء عالی قدر خریداری کتاب کی منظور فرما کر قیمت کتاب جو ایک ادنیٰ رقم ہے بطور پیشگی بھیج دینگے اور ان کی اس طور کی اعانت سے دینی کام بآسانی پورا ہو جائے گا ج

یہ حوالہ صفحہ 07 پر درج ہے

براہین احمدیہ جلد 1 صفحہ 62، مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 62 از مرزا غلام احمد صاحب

کے حق میں بہت ہی برا بکتا تھا۔ دوم وہ بپتسمہ لینے کی از حد خواہش رکھتا تھا۔ اور سوم وہ بلاوجہ اور بلاطلبی ہمارے کوٹھی پر آ کر گشت اور سیر اور ملاقات چاہتا تھا۔ اور باوجودیکہ ۔۔۔ سال کی عمر میں وہ محمدی ہوا تھا۔ اپنی گوت (برہمن) سے ناواقف تھا اور نانکوں سے ناواقف تھا۔ اور مختلف اشخاص سے مختلف قسم کی اپنی نسبت کہانی بیان کی۔ مثلاً ایک شخص سے اُس نے اپنے دوست ایسرداس نام کو بجائے کرپارام کے بتلایا۔ بعد انقضائے پانچ روز ہم نے اپنے سپتال واقع بیاس پر اُسے بھیج دیا۔ وہاں بھی میرے طالب علم پڑھتے ہیں جاتے ہی اس نے ایک خط مولوی نورالدین کے نام جو میرزا صاحب کا داہنے ہاتھ کا فرشتہ ہے لکھا۔ یہ اس شخص کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ خط اُس نے لکھا ہے۔ مطلب اس خط کا یہ تھا کہ میں عیسائی ہونے لگا ہوں آپ روک سکتے ہیں تو روک لیں۔ یہ مطلب بھی اُس کی زبانی ہی معلوم ہوا تھا اور دیگر شہادت بھی ہے۔ باعث خط لکھنے کا یہ تھا کہ ہم نے اس کو کہا تھا۔ کہ یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم مرزا صاحب کو لکھیں کہ یہ شخص عیسائی ہونا چاہتا ہے۔ کل کو یہ نہ کہیں کہ تم اُن کے چور ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں میں خود ہی خط لکھتا ہوں۔ اور اس نے خط لکھ کر بیرنگ ڈاک میں ڈالا۔ اور مجھے خط کے ذریعہ سے خط لکھنے سے منع کیا تھا جب تک میرے بپتسمہ کا وقت ہو۔ وہ خط

حاشیہ

اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیئے کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے اور نیز اُن کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ

یہ حوالہ صفحہ 08 پر درج ہے

کتاب البریہ صفحہ 181، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 181 از مرزا غلام احمد صاحب

مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ والد صاحب میاں عبداللہ غزنوی اور سمّاں والے فقیر کو ملنے کے لیے کبھی کبھی جایا کرتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی ملاقات کا ذکر حضرت صاحب نے اپنی تحریرات میں کیا ہے۔ اور سماں والے فقیر کے متعلق شیخ یعقوب علی صاحب نے لکھا ہے۔ کہ اُن کا نام میاں شرف دین صاحب تھا اور وہ موضع سم نزد طالب پور ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ سم میں ایک پانی کا چشمہ ہے اور غالباً اسی وجہ سے وہ سم کہلاتا ہے۔

(۱۹۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ دادا صاحب ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب کو کرسی دیتے تھے یعنی جب وہ دادا صاحب کے پاس جاتے۔ تو وہ اُن کو کرسی پر بٹھاتے تھے۔ لیکن والد صاحب جا کر خود ہی نیچے صف کے اُوپر بیٹھ جاتے تھے۔ کبھی دادا صاحب ان کو اُوپر بیٹھنے کو کہتے تو والد صاحب کہتے کہ میں اچھا بیٹھا ہوا ہوں۔

(۱۹۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے۔ کہ والد صاحب کا دستور تھا کہ سارا دن الگ بیٹھے پڑھتے رہتے اور ارد گرد کتابوں کا ایک ڈھیر لگا رہتا تھا۔ شام کو پہاڑی دروازے یعنی شمال کی طرف یا مشرق کی طرف سیر کرنے جایا کرتے تھے۔

(۱۹۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ والد صاحب اردو اور فارسی کے شعر کہا کرتے تھے۔ اور فرخ تخلص کرتے تھے۔

(۱۹۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش ایم۔ اے کہ والد صاحب دادا صاحب کی کمال تابعداری کرتے تھے افسروں وغیرہ کے ملنے کو خود طبیعت ناپسند کرتی تھی۔ لیکن دادا صاحب کے حکم سے کبھی کبھی چلے جاتے تھے۔

(۱۹۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے نے کہ میں

یہ حوالہ صفحہ 08 پر درج ہے

کوئی پیشگوئی جو میری نسبت نقصان یا موت وغیرہ کی کیجائے اسکو نقض امن تصور کیا جاوے۔ بیاس پر ایک زندہ سانپ پکڑا گیا تھا تو عبدالحمید نے بڑی منت اور زاری کی تھی کہ ڈاکٹر صاحب نے حکم دیا ہے کہ جب سانپ کوئی پکڑا جاوے تو ہمارے پاس لانا۔ حالانکہ ہمنے کوئی ایسا حکم نہیں دیا تھا۔

دستخط حاکم

نقل بیان شمولہ مقدمہ عدالت فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور

مرجوعہ	فیصلہ	نمبر بستہ	نمبر مقدمہ
۹ راگست ۱۸۹۷ء	زیر تجویز	از محکمہ	۳/۲

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب بنام مرزا غلام احمد قادیانی۔

جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

تتمہ بیان ڈاکٹر کلارک صاحب باقرار صالح ۱۲ راگست ۱۸۹۷ء

پیشگوئی جو برخلاف سلطان محمد کے مسلمانوں سے کی گئی تھی اور عبداللہ آتھم کی بابت جو عیسائیوں

هر کسے از ظن خود شد یار من ٭ وز درون من نجست اسرار من

حضرت والد صاحب مرحوم کی خدمت میں پھر حاضر ہوا تو بدستور اُن ہی زمینداری کے کاموں میں مصروف ہوگیا۔ مگر اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا۔ اور بسا اوقات حضرت والد صاحب کو وہ کتابیں سُنایا بھی کرتا تھا اور میرے والد صاحب اپنی ناکامیوں کی وجہ سے اکثر مغموم اور مہموم رہتے تھے۔ انھوں نے پیروی مقدمات میں ستر ہزار روپیہ کے قریب خرچ کیا تھا جس کا انجام آخر ناکامی تھی۔ کیونکہ ہمارے بزرگوں کے دیہات مدت سے ہمارے قبضہ سے نکل چکے تھے۔ اور اُن کا واپس آنا ایک خیال خام تھا۔ اسی نامرادی کی وجہ سے حضرت والد صاحب مرحوم ایک نہایت عمیق گرداب غم اور حزن اور اضطراب میں زندگی بسر کرتے تھے۔

یہ حوالہ صفحہ 08 پر درج ہے

کتاب البریہ صفحہ 187 روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 187 از مرزا غلام احمد صاحب

سے ظہور پذیر ہوجاتا ہے یہ ہے کہ جب ایک شخص وہی امر بجالاتا ہے کہ جو اُسکے ۵۰۴

ماسوی اللہ کے ساتھ عداوتِ ذاتی پیدا ہوجانے کا موجب ہو اور جس سے محبتِ الٰہی صرف دِل کا مقصد ہی نہ رہے بلکہ دِل کی سرشت بھی ہوجائے۔ غرض قسمِ دوئم کی ترقی میں خدا سے موافقتِ تامہ کرنا اور اُس کے غیر سے عداوت رکھنا سالک کا مقصد ہوتا ہے۔ اور ۵۰۴

نمازِ مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبتِ حِس سے جو خفیف سے نشاء سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے یکدفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی، جیسی بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جُوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے۔ پھر اُسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آگئے یعنے جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علیؓ و حسنینؓ و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین اور ایک نے ان میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادرِ مہربان کی طرح اِس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اِس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی۔ جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیرِ قرآن ہے جس کو علیؓ نے تالیف کیا ہے۔ اور اب علیؓ وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ پھر بعد اِس کے یہ الہام ہوا۔ اِنَّکَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ۔ تُو سیدھی راہ پر ہے۔ پس جو حکم کیا جاتا ہے اُس کو کھول کر سُنا اور جاہلوں سے کنارہ کر۔ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْ قَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ۔ وَقَالُوْا اَنّٰی لَکَ هٰذَا۔ اِنَّ هٰذَا لَمَکْرٌ مَّکَرْتُمُوْهُ فِی الْمَدِیْنَةِ۔ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَ هُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۔ اور کہیں گے کہ کیوں نہیں یہ اُترا کسی بڑے عالم فاضل پر ۵۰۴ اور شہر [1] میں سے۔ اور کہیں گے کہ یہ مرتبہ تجھ کو کہاں سے ملا یہ تو ایک مکر ہے جو تم نے شہر میں باہم ملکر بنالیا ہے تیری طرف دیکھتے ہیں اور نہیں دیکھتے۔ یعنے تُو انہیں نظر نہیں آتا۔

[1] سہو کاتب ہے۔ لفظ "دو شہروں میں" ہونا چاہیئے۔ (مصحح)

یہ حوالہ صفحہ 08 پر درج ہے

براہین احمدیہ صفحہ 504 روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 599 از مرزا غلام احمد صاحب

قرآن شریف کی وہ تیس ۳۰ آیتیں ۵۹۸

جن سے مسیح ابن مریم کا فوت ہونا ثابت ہوتا ہے

(۱) پہلی آیت ۔ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ[1] ۔ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور پھر عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا اور کافروں کی تہمتوں سے پاک کرنیوالا ہوں اور تیرے متبعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں۔

(۲) دوسری آیت جو مسیح ابن مریم کی موت پر دلالت کرتی ہے یہ ہے بل رفعہ
۵۹۹ اللہ الیہ[2] یعنی مسیح ابن مریم مقتول اور مصلوب ہوکر مردود اور ملعون لوگوں کی موت سے نہیں مرا۔ جیسا کہ عیسائیوں اور یہودیوں کا خیال ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے عزت کے ساتھ اس کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ جاننا چاہیئے کہ اس جگہ رفع سے مراد وہ موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو۔ جیسا کہ دوسری آیت اس پر دلالت کرتی ہے ورفعنٰہ مکانًا علیًّا[3] یہ آیت حضرت ادریس کے حق میں ہے اور کچھ شک نہیں کہ اس آیت کے یہی معنے ہیں کہ ہم نے ادریس کو موت دے کر مکان بلند میں پہنچا دیا کیونکہ اگر وہ بغیر موت کے آسمان پر چڑھ گئے تو پھر لوازم ضروریت موت جو ایک انسان کے لئے ایک لازمی امر ہے یہ تجویز کرنا پڑے گا کہ یا تو وہ کسی وقت اوپر ہی فوت ہو جائیں اور یا زمین پر آکر فوت ہوں۔ مگر یہ دونوں شق ممتنع ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جسم خاکی موت کے بعد پھر خاک ہی میں داخل کیا جاتا ہے اور خاک ہی کی طرف عود کرتا ہے۔ اور خاک ہی سے اس کا حشر ہوگا۔ اور ادریس کا پھر زمین پر آنا اور دوبارہ آسمان پر

[1] آل عمران: ۵۶　[2] نساء: ۱۵۹　[3] مریم: ۵۸

یہ حوالہ صفحہ 08,09 پر درج ہے

ازالہ اوہام صفحہ 598 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 423 از مرزا غلام احمد صاحب

طالب حق بن کر یعنے اسلام قبول کرنے کا تحریری وعدہ کرکے کسی کتاب عبرانی ۲۴۸ح

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

اپنی خداوندی کی طاقتوں اور فضلوں اور برکتوں کو مسلمانوں پر ظاہر کرتا ہے۔ انہیں ربانی ۲۴۸ح
مواعید اور بشارتوں میں سے کہ جو انسانی طاقتوں سے باہر ہیں کسی قدر حاشیہ ممدوحہ
میں لکھ دیا ہے۔ پس اگر کوئی پادری یا پنڈت یا برہمو کہ جو اپنی کور باطنی سے منکر ہیں
یا کوئی آریہ اور دوسرے فرقوں میں سے سچائی اور راستی سے خدا تعالیٰ کا طالب
ہے تو اُس پر لازم ہے کہ سچّے طالبوں کی طرح اپنے تمام تکبّروں اور غروروں اور نفاقوں اور
دنیا پرستیوں اور ضدوں اور خصومتوں سے بکلّی پاک ہو کر در حقیقت حق کا خواہاں اور حق کا جویاں

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

الہام دل کو تسلی اور سکینت اور آرام بخشتا ہے اور طبیعت مضطرب پر اسکی خوشی اور خنکی ظاہر
ہوتی ہے۔ یہ ایک باریک بھید ہے جو عوام لوگوں سے پوشیدہ ہے۔ مگر عارف اور
صاحبِ معرفت لوگ جن کو حضرت واہبِ حقیقی نے اسرار ربانی میں صاحبِ تجربہ کر دیا
ہے۔ وہ اس کو خوب سمجھتے اور جانتے ہیں۔ اور اس صورت کا الہام بھی اس عاجز کو بارہا
ہوا ہے جس کا لکھنا بالفعل کچھ ضروری نہیں۔
صورت چہارم الہام کی یہ ہے کہ رؤیا صادقہ میں کوئی امر خدائے تعالیٰ کی طرف سے ۲۴۸ح
منکشف ہو جاتا ہے یا کبھی کوئی فرشتہ انسان کی شکل میں متشکل ہو کر کوئی غیبی بات
بتلاتا ہے یا کوئی تحریر کاغذ پر یا پتھر وغیرہ پر مشہود ہو جاتی ہے جس سے کچھ اسرار غیبیہ
ظاہر ہوتے ہیں۔ وغیرہا من الصور۔
چنانچہ یہ عاجز اپنے بعض خوابوں میں سے جن کی اطلاع اکثر مخالفین اسلام کو
انہیں دنوں میں دی گئی تھی کہ جب وہ خوابیں آئی تھیں اور جن کی سچائی بھی انہیں کے
روبرو ظاہر ہوگئی۔ بطور نمونہ بیان کرتا ہے۔ منجملہ ان کے ایک وہ خواب ہے جس میں
اس عاجز کو جناب خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی۔
اور بطور مختصر بیان اس کا یہ ہے کہ اس احقر نے ۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء عیسوی میں یعنے

یہ حوالہ صفحہ [redacted] پر درج ہے

براہین احمدیہ صفحہ 249، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 274 حاشیہ از مرزا غلام احمد صاحب

یونانی ، لاطینی ، انگریزی ، سنسکرت وغیرہ سے کسی قدر دینی صداقتیں ۲۴۹

بن کر ایک مسکین اور عاجز اور ذلیل آدمی کی طرح سیدھا ہماری طرف چلا آوے اور بعد صبر اور برداشت اور اطاعت اور خلوص کو صادق لوگوں کی طرح اختیار کرے تا انشاء اللہ اپنے مطلب کو پاوے۔ اور اگر اب بھی کوئی مُنہ پھیرے تو وہ خود اپنی بے ایمانی پر آپ گواہ ہے۔ ۲۴۹
بعض کوتاہ نظر لوگ جب دیکھتے ہیں کہ خدا کے نبیوں اور رسولوں کو بھی تکالیف پیش آتی رہی ہیں۔ تو اخیر پر وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر اقتدارِ الوہیت کہ جو الہامی خبروں کا نشان سمجھا گیا ہے۔ نبیوں کے شاملِ حال ہوتا تو اُن کو تکلیفیں کیوں پیش آتیں اور کیوں

اسی زمانے کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیلِ علم میں مشغول تھا جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اُس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کی تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جس کے کامل استحکام کو پیش کرکے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔ غرض آنحضرت نے وہ کتاب مجھ سے لے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ ۲۴۹
مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تھا مگر بقدر تربوز تھا۔ آنحضرت نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرفق تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مُردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آ کھڑا ہوا اور یہ عاجز آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اور آنحضرت بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے۔ پھر خلاصۂ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہ حوالہ صفحہ 09 پر درج ہے

براہین احمدیہ صفحہ 249، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 275 حاشیہ از مرزا غلام احمد صاحب

امه فقالت یا عبد الله هذا ابو القاسم فخرج من القطیفة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما لها قاتلها الله لو ترکته لبین فذکر
مثل معنی حدیث ابن عمر فقال عمر بن الخطاب ائذن لی یا رسول الله فاقتله فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یکن هو فلست
صاحبه انما صاحبه عیسی ابن مریم والا یکن هو فلیس لک ان تقتل رجلا من اهل العهد فلم یزل رسول الله صلی الله علیه وسلم
مشفقا انه هو الدجال رواه فی شرح السنة **باب** نزول عیسی علیه السلام **الفصل الاول** عن ٥٢٦٨ ابی هریرة قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع
الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبله احد حتی تکون السجدة الواحدة خیرا من الدنیا وما فیها ثم یقول ابو هریرة فاقرؤا ان شئتم وان
من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته الایة متفق علیه وعنه ٥٢٦٩ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والله لینزلن ابن
مریم حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیة ولیترکن القلاص فلا یسعی علیها ولتذهبن الشحناء والتباغض
والتحاسد ولیدعون الی المال فلا یقبله احد رواه مسلم وفی روایة لهما قال کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم وعن ٥٢٧٠
جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الی یوم القیمة قال فینزل عیسی ابن
مریم فیقول امیرهم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة الله هذه الامة رواه مسلم وهذا الباب خال عن الفصل
الثانی **الفصل الثالث** عن ٥٢٧١ عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ینزل عیسی ابن مریم الی الارض
فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسی ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر
وعمر رواه ابن الجوزی فی کتاب الوفاء **باب** قرب الساعة وان من مات فقد قامت قیامته **الفصل الاول** عن ٥٢٧٢ شعبة
عن قتادة عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم بعثت انا والساعة کهاتین قال شعبة وسمعت قتادة یقول فی
قصصه کفضل احدهما علی الاخری فلا ادری اذکره عن انس او قاله قتادة متفق علیه وعن ٥٢٧٣ جابر قال سمعت النبی
صلی الله علیه وسلم یقول قبل ان یموت بشهر تسألونی عن الساعة وانما علمها عند الله واقسم بالله ما علی الارض من نفس
منفوسة یاتی علیها مائة سنة وهی حیة یومئذ رواه مسلم وعن ٥٢٧٤ ابی سعید عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لا یاتی مائة
سنة وعلی الارض نفس منفوسة الیوم رواه مسلم وعن ٥٢٧٥ عائشة قالت کان رجال من الاعراب یاتون النبی صلی الله علیه

[illegible]

یہ حوالہ صفحہ 10 پر درج ہے

مشکوٰۃ شریف صفحہ 491 باب نزول عیسیٰ علیہ السلام

رکھتی تھی کہ ان لوگوں کو احمد بیگ کی وفات کے بعد اپنے عزیز داماد کی موت کا خسکر کھانے لگتا۔ اور اسی طرح ہراساں ہو کر رجوع الی الحق کرتے۔ کیا انسان میں یہ خاصیت نہیں کہ چشم دید تجربہ اس پر سخت اثر ڈالتا ہے سو درحقیقت ایسا ہی ہوا۔ احمد بیگ کی موت نے اس کے وارثوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور ایسے غم میں ڈال کر گویا وہ مر گئے اور سخت خوف میں پڑ گئے اور دعا میں اور تضرع میں لگ گئے۔ سو ضرور تھا۔ کہ خدا تعالیٰ اس جگہ بھی تاخیر ڈالتا۔ جیسا کہ آتھم کے متعلق کی پیشگوئی میں تاخیر ڈالی۔ ہم عربی مکتوب میں لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی مشروط بہ شرط تھی اور ہم یہ بھی بار بار بیان کر چکے ہیں کہ وعید کی پیشگوئی بغیر شرط کے بھی تخلف پذیر ہو سکتی ہے جیسا کہ یونس کی پیشگوئی میں ہوا۔ ✱

سو چاہیئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف **انجام** کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی۔ تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی۔ اور نہایت **صفائی سے ناک کٹ جائے گی**۔ اور ذلت کے سیاہ داغ اُن کے منحوس چہروں کو بندروں اور سؤروں کی طرح کر دیں گے۔ سُنو! اور یاد رکھو کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جو خدا کے نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں میں ان کا نمونہ نہ ہو۔ بیشک یہ لوگ میری تکذیب کریں۔ بیشک گالیاں دیں۔ لیکن اگر میری پیشگوئیاں نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں کے نمونہ پر ہیں تو اُن کی تکذیب انہیں پر لعنت ہے۔ چاہیئے کہ اپنی جانوں پر رحم کریں اور رُوسیاہی کے ساتھ نہ مریں۔ کیا یونس کا قصہ انہیں یاد نہیں کہ کیونکر وہ عذاب ٹل گیا جس میں کوئی شرط بھی نہ تھی۔ اور اس جگہ تو شرطیں موجود ہیں۔ اور احمد بیگ کے اصل وارث جن کی تنبیہ کے لئے یہ نشان تھا اُس کے مرنے کے بعد پیشگوئی سے ایسے متاثر ہوئے تھے کہ اس پیشگوئی کا نام لے لیکر روتے تھے اور پیشگوئی کی عظمت دیکھ کر اس گاؤں کے تمام مرد عورت کانپ اُٹھے تھے۔ اور عورتیں چیخیں مار کر کہتی تھیں کہ ہائے وہ باتیں سچ نکلیں چنانچہ وہ لوگ اُس دن تک غم اور خوف میں تھے جب تک اُن کے داماد سلطان محمد کی میعاد گذر گئی پس اس تاخیر کا یہی سبب تھا جو خدا کی قدیم سنت کے موافق ظہور میں آیا۔ خدا کے الہام میں جو قوبی توبی

✱ اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ یتزوج ویولد لہ۔ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد

یہ حوالہ صفحہ 11 پر درج ہے

انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 337 از مرزا غلام احمد صاحب

پڑ گیا ہے کہ یہ کھاؤ پیو ہے۔ اس سے کس تقویٰ اور نیک بختی کی امید ہو سکتی ہے

ہمارے سید و مولیٰ افضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کا تقویٰ دیکھیے کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے بھی ہاتھ نہیں ملاتے تھے جو پاکدامن اور نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کرنے کے لئے آتی تھیں بلکہ دور بٹھا کر صرف زبانی تلقین توبہ کرتے تھے مگر کون عقلمند اور پرہیز گار ایسے شخص کو پاک باطن سمجھے گا جو جوان عورتوں کے چھونے سے پرہیز نہیں کرتا ایک کنجری خوبصورت ایسی قریب بیٹھی ہے گویا بغل میں ہے کبھی ہاتھ لمبا کر کے سر پر عطر مل رہی ہے کبھی پیروں کو پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوشنما اور سیاہ بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے اور گود میں تماشہ کر رہی ہے۔ یسوع صاحب اس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اس کو جھڑک دیتے ہیں اور طرفہ یہ کہ عمر جوان اور شراب پینے کی عادت اور پھر مجرد۔ اور ایک خوبصورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے جسم سے ساتھ جسم لگا رہی ہے کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسبی کے چھونے سے یسوع کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس کہ یسوع کو یہ بھی میسر نہیں تھا کہ اس فاسقہ پر نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لیتا کمبخت زانیہ کے چھونے سے اور ناز و ادا کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے۔ اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔ اسی وجہ سے یسوع کے منہ سے یہ بھی نہ نکلا کہ اے حرامکار عورت مجھ سے دور رہ۔ اور یہ بات انجیل سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ عورت طوائف میں سے تھی۔ اور زناکاری میں سارے شہر میں مشہور تھی۔

۴۷

یہ حوالہ صفحہ 11 پر درج ہے

نور القرآن صفحہ 73، مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 449 از مرزا غلام احمد صاحب

اوریہی لوگ ہیں جو خاص انبیا کی دولت میں شریک اور شریعت کے پیرو ہیں۔ اور یہی بارگاہ الہی کے محرم شنوا ہیں۔ اور اسی بنا پر علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے با عزت لقب سے مشرف و ممتاز ہیں۔ دیکھو مکتوبات جلد ۲ مکتوب ۱۳۰۔

اور ان بزرگوں کی پہچان یہ ہے۔ کہ انکو کلام الہی کا خاص فہم دیا جاتا ہے۔ جسکی وجہ سے وہ رموز قرآن و اسرار فرقان کی نہریں مشرق و مغرب تک جاری کر دیتے ہیں۔ اور برسوں کے پیاسوں کو جو شریعت حقہ سے دور پڑ کر ضلالت اور گمراہی کے لق و دق جنگل میں سراب جیسے دھوکہ باز نظارہ کے پیچھے مارے مارے پھر رہے ہوتے ہیں۔ کلام الہی کے آب زلال سے سیراب کر دیتے ہیں۔ اور اپنے وجود باوجود سے اسلام کے قالب مردہ میں نئی زندگی کا صور پھونکتے ہیں۔ گویا برسوں کے مردے انکی روحانی تاثیر سے اپنی قبروں سے باہر نکل آتے ہیں۔ جیسے انجیل سے بھی ثابت ہے کہ حضرت مسیح کے مبعوث ہونے پر مردے قبروں سے نکل آئے تھے۔ یا جیسے رسول اللہ کے زمانہ میں صدیوں کے مردوں کو از سر نو حیات حاصل ہوئی تھی جس کی تصدیق قرآن شریف کی آیت سے اذا دعاکم لما یحییکم ہوتی ہے۔

پہلی فصل

اس باب میں کہ ۱۳ صدیوں میں کون کون مجدد ہوئے ہیں

ہم اوپر دکھلا چکے ہیں۔ کہ ہر صدی کے سرے پر مجددوں کا آنا ضروری ہے۔ کیونکہ ہر سو سال کے بعد زمانہ کی حالت پلٹا کھاتی ہے۔ اور دین اسلام میں ضعف واقع ہو جاتا ہے لہذا از بس ضروری ہے۔ کہ اس ضعف اور کمزوری کے دور کرنے کے لئے کوئی شخص خدا کی طرف سے خاص تائید پاکر دنیا میں کھڑا ہو۔ اور جس قدر اہل اسلام میں فتور برپا ہو گیا ہو اس کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اور دین مردہ کو از سر نو زندہ کر کے اسکو اپنی اصلی ہیئت میں دکھلا دے۔ چنانچہ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے ۱۳ سو صدیوں میں جس قدر

یہ حوالہ صفحہ 11 پر درج ہے

عسل مصفی صفحہ 116 از مرزا خدا بخش قادیانی

اصحاب مجدد تسلیم کئے گئے ہیں۔ جن میں سے بعض نے اپنی زبان سے دعویٰ مجددیت کیا ہے اور بعض نے نہیں کیا۔ صرف بعض لوگوں نے انکو اپنے اعتقاد اور علم سے مجدد تسلیم کر لیا ہے۔ ہم انکے نام صدی وار لکھ دیتے ہیں۔ تاکہ جو لوگ انکے اسمائے مبارک سے ناواقف اور ناآشنا ہیں۔ اچھی طرح سے واقف ہو جائیں۔

پہلی صدی میں اصحاب ذیل مجدد تسلیم کئے گئے ہیں

(۱) عمر بن عبدالعزیز (۲) سالم (۳) قاسم (۴) مکحول۔ علاوہ انکے اور بھی اس صدی میں مجدد مانے گئے ہیں۔ چونکہ جو مجدد جامع صفات حسنہ ہوتا ہے۔ وہ سب کا سردار اور فی الحقیقت وہی مجدد فی نفسہٖ مانا جاتا ہے۔ اور باقی اس کی ذیل سمجھے جاتے ہیں۔ جیسے انبیاء بنی اسرائیل میں ایک نبی بڑا ہوتا تھا۔ تو دوسرے اسکے تابع ہو کر کارروائی کرتے تھے۔ چنانچہ صدی اوّل کے مجدد متصف بجامع صفات حسنہ حضرت عمر بن عبدالعزیز تھے دیکھو نجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۹۔ وقرۃ العیون ومجالس الابرار۔

دوسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) امام محمد ادریس ابو عبداللہ شافعی (۲) احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (۳) یحییٰ بن معین بن عون غطفانی (۴) اشہب بن عبدالعزیز بن داؤد قیس (۵) ابو عمرو مالکی مصری (۶) خلیفہ مامون رشید بن ہارون (۷) قاضی حسن بن زیاد حنفی (۸) جنید بن محمد بغدادی صوفی (۹) سہل بن ابی سہل بن رخلہ شافعی۔ (۱۰) بقول امام شعرانی حارث بن اسعد محاسبی ابو عبداللہ صوفی بغدادی۔ (۱۱) اور بقول قاضی القضات علامہ عینی۔ احمد بن خالد الخلال ابو جعفر حنبلی بغدادی۔ دیکھو نجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۱۴۔ قرۃ العیون ومجالس الابرار۔

تیسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) قاضی احمد بن شریح بغدادی شافعی (۲) ابوالحسن اشعری متکلم شافعی۔ (۳) ابو جعفر طحاوی ازدی حنفی (۴) احمد بن شعیب (۵) ابو عبدالرحمٰن نسائی (۶) خلیفہ مقتدر باللہ عباسی

یہ حوالہ صفحہ 12 پر درج ہے

عسل مصفّٰی صفحہ 117 از مرزا خدا بخش قادیانی

(۷) حضرت شبلی صوفی (۸) عبید اللہ بن حسین (۹) ابوالحسن کرخی صوفی حنفی (۱۰) امام بقی بن مخلد قرطبی مجدد اندلس اہل حدیث۔

چوتھی صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) امام ابوبکر باقلانی (۲) خلیفہ قادر باللہ عباسی (۳) ابوحامد اسفرائنی (۴) حافظ ابو نعیم (۵) ابوبکر خوارزمی حنفی (۶) بقول شاہ ولی اللہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم نیشاپوری (۷) امام بیہقی۔ (۸) حضرت ابوطالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیا سے ہیں (۹) حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغداد (۱۰) ابواسحاق شیرازی (۱۱) ابراہیم بن علی بن یوسف فقیہ و محدث۔

پانچویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن محمد ابوحامد امام غزالی (۲) بقول عینی و کرمانی حضرت راعولی حنفی (۳) خلیفہ مستظہر بالدین مقتدی باللہ عباسی (۴) عبداللہ بن محمد انصاری ابواسمٰعیل ہروی (۵) ابوطاہر سلفی (۶) محمد بن احمد ابوبکر شمس الدین سرخسی فقیہ حنفی۔

چھٹی صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن عمر ابوعبداللہ فخر الدین رازی (۲) علی بن محمد (۳) عزالدین ابن کثیر (۴) امام رافعی شافعی صاحب زبدہ شرح شفا (۵) یحیٰی بن حبش بن میرک حضرت شہاب الدین سہروردی شہید امام طریقت (۶) یحیٰی بن اشرف بن حسن محی الدین لوذمی (۷) حافظ عبدالرحمٰن ابن جوزی۔

ساتویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) احمد بن عبدالحلیم تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی (۲) تقی الدین ابن دقیق العید (۳) شاہ شرف الدین مخدوم بہاری سندی (۴) حضرت معین الدین چشتی (۵) حافظ

یہ حوالہ صفحہ 12 پر درج ہے

عسل مصفی صفحہ 118 از مرزا خدا بخش قادیانی

ابن القیم جوزی شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن القیم الجوزی دعی دمشقی حنبلی (۶) عبداللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن خلاج ابو محمد عفیف الدین یافعی شافعی (۷) قاضی بدر الدین محمد بن عبداللہ الشبلی حنفی دمشقی۔

آٹھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) حافظ علی بن حجر عسقلانی شافعی (۲) حافظ زین الدین عراقی شافعی (۳) صالح بن عمر بن ارسلان قاضی بلقینی (۴) علامہ ناصر الدین شاذلی ابن سنت میلی۔

نویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) عبدالرحمٰن بن کمال الدین شافعی معروف بامام جلال الدین سیوطی (۲) محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی شافعی (۳) سید محمد جون پوری مہدی۔ اور بقول بعض دسویں صدی کے مجدد ہیں

دسویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) ملا علی قاری (۲) محمد طاہر فتنی گجراتی محی الدین محی السنۃ (۳) حضرت علی بن حسام الدین معروف بعلی متقی ہندی مکی۔

گیارہویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) عالمگیر بادشاہ غازی اورنگ زیب (۲) حضرت آدم بنوری صوفی (۳) شیخ احمد بن عبدالاحد بن زین العابدین فاروقی سرہندی معروف بامام ربانی مجدد الف ثانی

بارھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان نجدی (۲) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی (۳) سید عبدالقادر بن احمد بن عبدالقادر حسنی کوکبانی (۴) حضرت احمد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (۵) امام شوکانی (۶) علامہ سید محمد بن اسمٰعیل امیر یمن (۷) محمد حیات بن ملا لازیہ

بعض کے نزدیک حضرت امیر ظہور بادشاہ بھی مجدد ہیں۔

یہ حوالہ صفحہ 13 پر درج ہے

عسل مصفی صفحہ 119 از مرزا خدا بخش قادیانی

سندھی - ن)

تیرھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) سید احمد بریلوی (۲) شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (۳) مولوی محمد اسمٰعیل شہید دہلوی (۴) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں (۵) بعض نے شاہ عبد القادر کو مجدد تسلیم کیا ہے۔ ہم اسکا انکار نہیں کر سکتے۔ کہ بعض ممالک میں بعض بزرگ ایسے بھی ہوں گے جنکو مجدد مانا گیا ہو۔ اور ہمیں انکی اطلاع نہ ملی ہو۔ وجہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو جامع جمیع صفات انسانی تھے۔ کوئی کامل انسان ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ شریعت اسلامی کے تمام محکمجات کی خدمات کو سرانجام دے سکتا۔ اسلئے ضروری بلکہ اشد ضروری تھا۔ کہ شریعت حقہ اسلام کے ہر پہلو اور ہر محکمہ کے ضعف اور کمزوری کو دور کرنے کے لئے الگ الگ افراد اس خدمت پر مامور ہوتے اور مشاہدہ اور تجربہ گواہی دیتا ہے کہ ایسا ہی ہوتا رہا۔ چنانچہ فہرست مجددین سے واضح ہوتا ہے۔ کوئی مجدد فقیہ ہے کوئی محدث ہے۔ کوئی مفسر ہے کوئی صوفی کوئی متکلم ہے۔ اور کوئی بادشاہ ہے۔ الغرض جن کاموں کو ایک ذات جامع جمیع صفات انسانی بحسن وخوبی سرانجام دیتی تھی۔ اب مختلف زمانوں میں مختلف افراد مختلف پہلوؤں میں ان خدمات کو بجا لاتے رہے۔ اور اس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔

جب یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا۔ کہ ہر صدی کے سر پر کسی مجدد کا آنا ضروری ہے۔ تو اب کوئی وجہ نہیں کہ چودھویں صدی کے سر پر کوئی مجدد نہ آوے۔ مجدد کا آنا نہایت ہی ضروری ہے۔ خاص کر ایسے پرفتن زمانہ میں جبکہ اسلام پر ہر پہلو اور ہر طرف سے مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ اور اسلام ایسے نرغہ میں پھنس گیا ہے۔ کہ جس سے جانبری نہایت ہی مشکل ہو گئی ہے۔

ہاں یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر صدی میں جو مجدد آیا ہے۔ اسکا اہم کام یہی ہوتا تھا۔ کہ اسلام پر جس پہلو سے حملہ کیا گیا۔ یا جس بات میں اسلام ضعیف ہو گیا اسی حملہ یا نقص کے دور کرنے کے لئے وہ مجدد کھڑا ہوا۔ اور مجدد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام علم

یہ حوالہ صفحہ 13,14 پر درج ہے

عسل مصفی صفحہ 120 از مرزا خدا بخش قادیانی

اپیل: مرزا صاحب نے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ہماری احمدی حضرات سے درخواست ہے کہ غیر جانبدار ہو کر غور کریں کہ مرزا صاحب کو نبی ماننے والے اور ان کو جھوٹا ماننے والے کیا دونوں مسلمان ہو سکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ ہرگز نہیں کیونکہ مسلمان ہونے کے لئے تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے۔ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے۔ لہٰذا ثابت یہ ہوا کہ دونوں میں صرف ایک مسلمان ہے دوسرا نہیں۔ لہٰذا اب مسلمان ہونے کا مدار فیصلہ اس بات پر ہوا کہ آیا مرزا صاحب نبی ہیں یا نہیں؟ کیونکہ آپ میں اور ہم میں صرف یہی ایک جھگڑا ہے۔

ہماری احمدی حضرات سے گذارش ہے کہ اگر وہ خود مرزا صاحب کی کتابوں روحانی خزائن، ملفوظات اور مجموعہ اشتہارات کو غور سے اور غیر جانبدار ہو کر پڑھیں اور ان کا موازنہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ اور احادیث نبویہ سے کریں گے تو یقیناً اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ مرزا صاحب کی باتیں تضادات، کفر، جھوٹ، مکاری، دغابازی اور دجل وفریب سے بھری ہوئی ہیں۔ مرزا صاحب کے کردار اور شخصیت کو پرکھیں۔ ان کی اپنی کتب اور ان کے صاحبزادگان کی کتب اور ان کے اصحاب کی کتب کے مطالعہ سے آپ کو بہت کچھ نظر آئے گا لیکن وہ کتابیں نہیں جو جماعت احمدیہ آپ کو پڑھانا چاہتی ہے بلکہ وہ کتابیں پڑھیں جو جماعت احمدیہ غلطی سے شائع کر چکی ہے اور اب اس کو چھپائے پھر رہے ہیں مثلاً سیرت المہدی کلمۃ الفصل وغیرہ۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ان کتابوں کو غیر جانبداری سے پڑھ کر آج تک ایک بھی شخص احمدی نہیں ہوا ہاں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ ان کتابوں کو پڑھ کر احمدیوں کی آنکھیں کھل گئیں اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

احمدی حضرات بتائیں کہ آپ کو آخر کس چیز کی مجبوری ہے کہ ایک جھوٹے شخص کے پیچھے لگ کر اپنوں سے کٹ گئے ہو۔ اللہ پاک کو راضی کرنے کی بجائے جماعت احمدیہ کے عہدیداروں اور ایک خاندان کی رضا اور خواہش کو ماننے پر مجبور ہو۔ اس خاندان نے خدا کے نام سے تمہارا ایمان، خاندان، اولاد عزت وآبرو، وقت، مال، جائیداد غرضیکہ ہر چیز پر قبضہ کر کے تمہیں مزارعوں کی حیثیت دی ہے۔ تم سے زکوٰۃ کی بجائے ہر قسم کے ذاتی، جماعتی، سماجی اور نفسیاتی حربے استعمال کر کے بیسیوں چندے وصول کئے جاتے ہیں اور یہ خاندان خود چندوں سے مستثنیٰ ہے۔ اپنے ایمان سے کہو جتنی بیعتوں کے دعوے ہر سال کئے جاتے ہیں اس کا ہزارواں حصہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا؟ جھوٹی قسموں، جھوٹی پیشگوئیوں اور مال وزر کی خواہش والے انگریز کے اس خود کاشتہ خاندان سے اپنی جان چھڑاؤ اور اپنی اور اپنے خاندان کی عاقبت خراب ہونے سے بچاؤ۔

ہماری احمدی حضرات سے اپیل ہے کہ یہ دنیا چند روزہ ہے لیکن اصل اور ہمیشہ کی زندگی آخرت کی ہے۔ اس کی فکر کرتے ہوئے مرزا صاحب کے عقائد سے بریت کا اعلان کرتے ہوئے دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلی غلامی میں آجائیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو مصنوعی عزت کے بدلے اصل عزت سے نوازے گا کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ آپ کے خوف کو امن اور آزادی میں بدل دے گا اور روز قیامت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آپ کا حشر ہوگا۔ اگر کوئی شبہات باقی ہیں تو انہیں دور کرنے کیلئے ہمارے ساتھ رابطہ فرمائیں تاکہ آپ کے ذہن کو مطمئن کیا جائے۔ اللہ پاک آپ کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

مرکز سراجیہ گلی نمبر 4 اکرم پارک، غالب مارکیٹ گلبرگ III لاہور فون: 5877456
www.endofprophethood.com markazsirajia@hotmail.com